

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

پینتیس وال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 10 نومبر 2016ء بروز جمعرات بہ طابق 09 صفر المظفر 1438 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعاۓ مغفرت۔	04
3	وقہہ سوالات۔	15
4	رخصت کی درخواستیں۔	29
5	قرارداد نمبر 113 مخاب: جناب عبدالجید اچھری، رکن صوبائی اسمبلی۔	38
6	قرارداد نمبر 114 مخاب: پرس احمد علی صاحب، رکن صوبائی اسمبلی۔	50
7	قرارداد نمبر 115 مخاب: ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی صاحب، رکن صوبائی اسمبلی۔	53
8	قرارداد نمبر 116 مخاب: محترمہ انتیا عرفان، رکن صوبائی اسمبلی۔	61
9	قرارداد نمبر 117 مخاب: محترمہ انتیا عرفان، رکن صوبائی اسمبلی۔	63
10	قواعد و انصباط کاربلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے ذیلی قاعدہ 4 اور 5 ذیلی اجلاس میں اضافہ	64

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میڈم راحیلہ حمید خان دُرانی

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب ظہور احمد
 ائڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) -----جناب عبدالرحمن
 چیف روئٹر-----جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 10 نومبر 2016ء بروز جمعرات بہ طابق 09 صفر المظفر 1438 ہجری، بوقت سے پہر 4 بجکر 15 منٹ پر زیر صدارت میڈم راحیلہ حمید خان ڈرانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فُلُّ اِنِّي اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١﴾ مَنْ يُصْرَقُ عَنْهُ يَوْمٌئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ط
وَذِلِّكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿٢﴾ وَإِنْ يَمْسُسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا هُوَ ط وَإِنْ يَمْسُسْكَ
بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ط وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿٤﴾

﴿پارہ نمبرے سورۃ الانعام آیات نمبر ۱۵ تا ۱۸﴾

ترجمہ: تو کہہ میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی ایک بڑے دن کے عذاب سے۔ جس پر سے مل گیا وہ عذاب اس دن تو اس پر رحم کر دیا اللہ نے یہی ہے بڑی کامیابی۔ اور اگر پہنچا دے تھھ کو اللہ کچھ سختی تو کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں سوا اس کے اور اگر تھھ کو پہنچا دے بھلا کی تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اسی کا ذکر ہے اپنے بندوں پر اور وہی ہے بڑی حکمت والا سب کی خبر کھنے والا۔ وَمَا عَلِمْنَا إِلَّا أَبْلَاغُ

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ وفقہ سوالات۔ جی سردار صاحب۔
 سردار عبدالرحمن کھیٹر ان: میڈم اسپیکر! حاجی اسلام صاحب ہمارے collgue ہیں اُنکی بڑی ہمیشہ وفات پاگئی ہیں
 ان کے لیے فاتحہ کرادیں۔
 میڈم اسپیکر: جی مولوی صاحب۔
 (فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب عبدالجید خان اچجزی: point of order

میڈم اسپیکر: مجھے کارروائی کرنے دیں پہلے وقفہ سوالات ہو۔
 جناب عبدالجید خان اچجزی: پہلی کارروائی یہ ہوگی۔

میڈم اسپیکر: آپ کے کہنے سے نہیں ہوگی آپ پہلے permission لیں۔
 جناب عبدالجید خان اچجزی: آپ permission دیں۔

میڈم اسپیکر: جی۔

جناب عبدالجید خان اچجزی: یہ اسمبلی کی book ہے یہ Rules and Procedure ٹھیک ہے۔

13.(1) At the commencement of each session, the Speaker shall nominate from amongst the Members a panel of not more than four chairmen and arrange their names in order of precedence.

باتی detail یہ ہے۔ اس سیشن کے پہلی میں آپ پڑھ لیں انکش میں ہے 7 page۔

میڈم اسپیکر: جی۔

جناب عبدالجید خان اچجزی: میڈم اسپیکر! آپ نے پڑھ لیا؟
 میڈم اسپیکر: جی جی۔

جناب عبدالجید خان اچجزی: page 7 اپنے 13۔ اچھا یہ ہے:

13.(2) If at any time at a sitting of the Assembly neither the Speaker nor the Deputy Speaker nor any Member of the panel of Chairmen is present, the Secretary shall so inform the Assembly and the Assembly

shall, by a motion, elect one of the Members present to preside at the sitting.

پینل میں جو پہلا نام تھا وہ میرا تھا۔ آپ اس اسمبلی کی اسپیکر ہیں آپ نے rules کو violate کیا، آپ نے پینل میں چوتھے نمبر پر پرس علی کو کیسے لیا؟ تو as a Speaker صوبائی اسمبلی آپ نے یہ کام کیا ہے میرے خیال میں آپ نے rules کو violate کیا ہے۔ آپ کو اس عہدے سے مستغفی ہونا چاہیئے۔

میڈم اسپیکر: میرے خیال میں آپ جو بات کر رہے ہیں، اُس وقت آپ speech کیلئے اپنی نشست پر تھے۔
جناب عبدالجید خان اچخزی: پینل میں، میں نے آپ سے بات کی تھی کہ میں اپنی speech کروں گا، پولیس کے واقعہ پر۔ پینل میں، اُس وقت جو پینل میں میری speech ہو گئی تھی، آپ نے پرس علی کو دی تھی۔

میڈم اسپیکر: نہیں، میں تو اُس وقت اٹھ کے جا چکی تھی، آپ speech کیلئے آرہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ جو ہے انکو بھجوادیا جائے۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: اگر میں غلط نہیں ہوں گا۔

میڈم اسپیکر: جی۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: میں آپ کو یاد دلاتا ہوں۔ اگر میں غلط نہیں ہوں گا میں آپ کو یاد دلاتا ہوں۔ آپ کے چیزیں میں آپ نے مجھ سے کہا۔ آپ نے مجھ سے کہا۔ زمرک خان وہاں بیٹھا ہوا تھا باقی لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے انکار کیا میں نے کہا کہ میں نہیں کروں گا۔ آپ نے کہا ”نہیں آپ نے اس دفعہ کرنا ہے“۔ پھر مسئلہ کدھر پیش آیا؟

میڈم اسپیکر: مسئلہ یہاں پیش آیا کہ آپ اُس وقت اپنی chit ہیچ چکے تھے speech کیلئے، آپ کیلئے کھڑے ہو رہے تھے اور پرس علی صاحب کو بلایا، جو باقی دو اُس وقت ہال میں موجود نہیں تھے، آپ بیٹک اُسکو check کر سکتے ہیں۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: نہیں نہیں، یہ on record ہے۔ آپ نے rules violate کیے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی میں نے آپ کو بتا دیا ہے on the record آپ دیکھ سکتے ہیں۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: آپ نے rules violate کیے ہیں۔ as a Speaker۔

میڈم اسپیکر: میں نے کوئی rules violate نہیں کیے ہیں۔ آپ اُس وقت speech کر رہے تھے۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: اس اسمبلی کو چلانے کا آپ کو اختیار نہیں ہے۔ آپ نے rules کیا ہے۔ اسلئے violate کیا ہے۔ آپ کو پہتہ تھا کہ اُس دن پولیس کے واقعہ میں اور یہ exams کے شیڈول

میں میں رولنگ دینے والا تھا، بات یہ تھی۔

میڈم اسپیکر: نہیں نہیں آپ پتہ نہیں کس طرف بات لے جا رہے ہیں اس طرف تو میرا ذہن بھی نہیں تھا۔ آپ اس وقت speech کیلئے اپنی chit مجھے بھجوا چکے تھے۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: صاف بات ہے۔ میڈم اسپیکر! میں آپ کی respect کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: آپ اس پر۔۔۔ (مداخلت)

جناب عبدالجید خان اچخزی: میڈم اسپیکر! میں آپ کی respect کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی اچخزی صاحب! آپ بات کو بالکل غلط طرف لے جا رہے ہیں، اس طرح کی کوئی بات نہیں تھی۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: نہیں نہیں، میں اور آپ ایک اسمبلی میں اور بھی رہ چکے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: مجھے پتہ ہے آپ social and hard worker ہیں۔ مگر rules کو آپ نے violate کیا ہے۔ ابھی آپ کافی صلہ آپ نے خود کرنا ہے کہ آیا آپ اس اسمبلی کو آپ چیز کر سکتی ہیں یا نہیں؟

میڈم اسپیکر: میں نے کسی rule کو violate نہیں کیا ہے۔ آپ نے اُسی وقت مجھے chit بھیجی تھی ”کہ میں speech کرنا چاہتا ہوں“۔ اور اس وقت آپ speech کر رہے تھے اور میں جا رہی تھی۔ تو میں نے۔۔۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: اُس دن دو اہم موضوع پر بات ہو رہی تھی۔ 1400 اسٹوڈنٹس کی بات ہو رہی تھی۔ جن کے exams ابھی بھی اس issue کو میں اٹھاؤں گا۔

میڈم اسپیکر: ابھی بھی، اُس پر بھی ہماری رولنگ ہے۔۔۔ (مداخلت) نہیں، پلیز، پلیز، میں rules کے اوپر بول رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: نہیں، آپ نے بول دیا اور آپ کا point بھی آگیا۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: اُس دن آپ نے چوتھے بندے کو select کیا۔ اُس نے رولنگ نہیں دی۔ 62 لوگ شہید اور 100 کے قریب زخمی ہوئے تھے۔ وہ آپ لوگوں نے نمٹا دیا اُس قرار داد کو، جو اپوزیشن کی طرف سے تھا۔ پھر دوسرا بات یہ کہ 1400 لڑکے ایک date میں پلک سروں کمیشن میں بھی exams دیں گے اور یونیورسٹی میں بھی اس پر کوئی رولنگ کسی نے نہیں دی ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ جو یہ کہہ رہے ہیں اسکی رولنگ بھی جا پچکی ہے اور کوہلی صاحب کو پہنچ بھی پچکی ہے۔ اب انہوں نے، گورنمنٹ نے دیکھنا ہے کہ انہوں نے کیا کرنا ہے۔ آپ رولنگ کو نہیں سمجھیں کہ باتنڈنگ ہے یا انہوں نے کرنا ہے۔

مطلوب آپ، مجھے یہ سمجھنہیں آ رہی ہے کہ آپ اس سے، اُسکو relate کیوں کر رہے ہیں۔ میری تو سمجھ سے بالاتر ہے۔
جی خالد لانگو صاحب۔

میر خالد ہایوں لانگو: میڈم اسپیکر! جو عبدالجید خان اچکزئی صاحب نے اٹھایا میں بھی اس پر بات کروں گا
کیونکہ اس دن جو last exams کی تھی speech کے والے سے تو اس ہاؤس کا ایک decorum ہے
اور ویسے بھی ہم زیارتوال کا کا، ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کے دور میں ابھی بھی انکو ڈپٹی چیف منستر ہی کہتے ہیں۔ جب میں کر رہا
تھا انہوں نے کہا کہ ہم نے کر دیا ہے، وہ کر دیا لیکن still ابھی تک نہیں
کر رہا ہے۔

میڈم اسپیکر: دیکھیں! آپ لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ رولنگ کے بعد ساری چیزیں بہتر ہو جاتی ہیں۔ جو ہمارے
سیکرٹریٹ کا کام ہے۔

میر خالد ہایوں لانگو: نہیں میڈم! میں آپ کی بات نہیں کر رہا ہوں میں گورنمنٹ کی بات کر رہا ہوں۔
میڈم اسپیکر: جی جی ہم نے۔۔۔

میر خالد ہایوں لانگو: کیونکہ جب میں speech کے لیے کھڑا ہوا میں نے یہ issue اٹھایا تو زیارتوال کا کا نے کہا کہ
ہم نے وہ کر دیا ہے۔ کیونکہ ہم تو پہلے دن سے آج تک ان کو ڈپٹی چیف منستر، ہی سمجھتے اور مانتے ہیں۔ تو وہ بھی ایک
responsible میں نے سمجھا ہم نے سمجھا کہ وہ ہو گیا ہے اور ہو جائیگا لیکن۔۔۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: یونیورسٹی نے بھی آج شیڈول جاری کر دیا۔ اور پیک سروس کمیشن نے بھی شیڈول جاری
کر دیا ہے۔

میڈم اسپیکر: تو یہ آپ اسپیکر سے نہ پوچھیں نا۔ ہم نے تو اپنی رولنگ بھجوادی ہے گورنمنٹ آف بلوچستان اس کا
جواب دیگی۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: آپ کی رولنگ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔
میڈم اسپیکر: جی اُسی دن ہم نے بھجوادی ہے۔ اور رولنگ کا آپ یہ رول بھی پڑھ لیں کہ Ruling is not binding
یہاں جو ہوتی ہیں وہ ہم دے دیتے ہیں اور اس کے بعد مکمل ہمیں جواب دیتا ہے۔ آپ لوگ تو
سمجھتے ہیں کہا یہاں رولنگ گئی اور اسی وقت ایکشن ہو گا جی۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: آپ نے رولنگ دی تھی آپ کی رولنگ کے بعد آپ کا پیپر گیا تھا پہنچ گیا تھا مگر۔۔۔
میڈم اسپیکر: That was direction not ruling.

جناب عبدالجید خان اچزئی: ٹھیک ہے direction گئی تھی اس کے بعد آج انہوں نے شیدول کا اعلان کیا۔

میڈم اپسیکر: جی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: point of order madam speaker

میڈم اپسیکر: جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: گزارش یہ ہے کہ اس دن پہلک سروس کمیشن کے exams پر بات ہوئی تھی اس پر کوئی رونگ نہیں ہوئی۔ اور وہ فیڈرل پہلک سروس کمیشن ہے یا پروشنل پہلک سروس کمیشن ہے، وہ body autonomous ہے وہ آپ کی direction کی binding ہے۔ اور میڈم اپسیکر! میں آپ کو گوش گزار کروں۔ یہ 2015ء میں announce ہوئی اور یہ 5th time ہے۔ پہلے 23 مارچ کی وجہ سے پھر 14 اگست کی وجہ سے پھر مجیب صاحب والوں کا یہ فیسیوں چل رہا تھا اس کی وجہ سے کیونکہ یا یوب اسٹیڈیم میں ہوتا تھا۔ اس کے بعد پھر آپ کار مصانع شریف کی وجہ سے پھر حج کی وجہ سے اب ایم اے کے امتحان کا حوالہ دے کر اس کو آگے کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اسی میں 6 ہزار لڑکے لڑکیاں ہیں اسٹوڈنٹس ہیں جنہوں نے ایک سال اپنی نیندیں ختم کیں اپنی jobs چھوڑ دیں دن رات محنت کی ہے۔ اگر آپ نے کسی exams کو آگے لے جانا ہے تو آپ کی یونیورسٹی، آپ کا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، ایم اے یا ایم کام کے exam 17 تاریخ سے شروع ہو رہے ہیں اسکو دن، 10 یا 11 دسمبر تک لے جائیں۔ میں مان لیتا ہوں کہ 1400 اسٹوڈنٹس ہیں باقی جو 4600 جو اسٹوڈنٹس ہیں اسکا کیا قصور ہے کہ آپ انکے career بار بار تباہ کرنا چاہ رہے ہیں۔ میڈم اپسیکر! آگے اگر یہ exam ہوتے ہیں پھر آگے سی ایس ایس آ رہا ہے پھر پنجاب کے exam شروع ہو رہے ہیں۔ تو یہ سٹیشن abolish ہو جائیں گی لوگوں کا حق مارا جائیگا۔ کتنے سالوں کے بعد یہ پوٹیں نکلی ہیں میڈم اپسیکر۔ مہربانی کر کے یہ آپ کا ایشو نہیں ہے اور اس حد تک sensative ہو چکا ہے کہ پہلک سروس کمیشن کا چیزیں resign کرنے کو تیار ہے کہ میرے کام میں مداخلت ہو رہی ہے۔ آپ انکا conduct کرانے دیں آپ اسیں مداخلت نہ کریں میری ایوان سے بھی گزارش ہے۔ آپ کے ایم اے کے exam ہیں آپ اسکو دن آگے کر دیں۔ اور یہ گورنر کا اختیار ہے۔ یونیورسٹی کے چانسلر گورنر ہے وہ اسکو آگے لے جا سکتا ہے۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اسکو recommend کر سکتا ہے۔ آپ 6 ہزار اسٹوڈنٹس کو اسکی کیا logic ہے کہ آپ انکو، انکا career آپ تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

میڈم اپسیکر: ٹھیک ہے سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: مہربانی کر کے آپ ایم اے کے exam بالکل آگے لے جائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پہلے بھی دسمبر میں ہوتے تھے کوئی سلسلہ ہے تو وہ کریں۔

میڈم اسپیکر: عبدالجید صاحب! ایک منٹ وہ بات کر رہے ہیں۔ جی۔
(محترمہ شمینہ خان بغیر مائیک کے بولتی رہیں)

جناب عبدالجید خان اچجزی: نہیں نہیں اگر مردود صاحبہ میں۔
(محترمہ شمینہ خان بغیر مائیک کے بولتی رہیں)

جناب عبدالجید خان اچجزی: نہیں ان کو کیس کا پتہ نہیں ہے کیا یہ کہہ رہی ہیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب عبدالجید خان اچجزی: نہیں میڈم اسپیکر اس پر۔

میڈم اسپیکر: عبدالجید صاحب! آپ گورنمنٹ کی رائے لے لیں۔

جناب عبدالجید خان اچجزی: اس پر ہائی کورٹ کی رولنگ آئی ہے کہ یونیورسٹی کے ری شیڈول نہیں ہو سکتے ہے مگر
(محترمہ شمینہ خان بغیر مائیک کے بولتی رہیں)

جناب عبدالجید خان اچجزی: for God sake.

میڈم اسپیکر: وہ بھی یہی کہہ رہی ہیں۔

جناب عبدالجید خان اچجزی: ہائی کورٹ کی رولنگ یونیورسٹی کے exams کے لیے آئی ہوئی ہے۔ پہلک سروں کمیشن
 کے لیے ہائی کورٹ کا کوئی فصلہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے میں نے اس دن بھی آپ سے کہا کہ دولڑکوں کے لیے کہ وہ حج پر
 تھے اُن کے لیے یہ exam دو دفعہ پہنچے گئے ہیں۔

میڈم اسپیکر: آپ گورنمنٹ کو جواب دینے دیں۔ جی زیارت وال صاحب! اس پر ذرا آپ بات کریں۔

میر مجیب الرحمن محمد حسنی: میڈم اسپیکر! یہ ضروری point ہے اچھا یہ۔۔۔

میڈم اسپیکر: پہلے ایک دفعہ جواب لے لوں مجیب صاحب۔ جواب دیدیں زیارت وال صاحب پھر آپ دیکھ جائیں گا۔
 جی زیارت وال صاحب! اُس دن یہی یقین دہانی ہوئی تھی کہ 15 ستمبر کے بعد گورنمنٹ بات کر گی اور اُس پر ایکشن لے گی۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال ایڈو وکیٹ (وزیر تعلیم): میڈم اسپیکر! میں فلور پر ہاؤس کے سامنے کہہ چکا ہوں اور وزیر اعلیٰ
 صاحب بیٹھے تھے کہ وزیر اعلیٰ صاحب ان کو بلا میں گے یا ان کو خط لکھیں گے، پہلک سروں کمیشن کے چیئرمین اپنے امتحان کو
 ری شیڈول کریں گے چونکہ اس لیے کہ یونیورسٹی کے exam شروع ہو چکے ہیں۔ توجب شروع ہو چکے ہیں تو

اس میں دوسری بات نہیں ہے وہ already جاری ہے۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں یہی discuss ہوئی تھی۔

وزیر تعلیم: تو یہ جو exam ہوں گے میرے خیال میں 10 دسمبر تک جاری رہیں گے۔ تو دوستوں نے یہی تجویز دی تھی کہ 15 دسمبر سے پہلے سروس کمیشن کے exam شروع ہو گے۔ ابھی نواب صاحب آئیں گے، نواب صاحب سے پوچھیں گے کہ نواب صاحب نے ان کو بلا یا ہے بٹھایا ہے یا ان کو لیٹر لکھا ہے کہ اس کو ری شیدول کریں۔ اسمبلی کی جانب سے یہ recommendation ہے، یہ سفارش ہے اور پہلے سروس کمیشن ایک خود مختار ادارہ ہے۔ تو اسکو صوبائی گورنمنٹ کی جانب سے بلا یا جائیگا۔ میڈم اسپیکر! غلطی ہوئی ہے وہ نیادی طور پر یہ ہے کہ اس امتحان کو ایک مرتبہ حج کے حوالے سے موخر کیا گیا۔ حج میں کافی اور یونیورسٹیوں کے میرے خیال میں کوئی دو تین دو تین طالب علم ہوں گے، انکی وجہ سے انہوں نے یہ کیا تھا جو کہ لیٹ ہو گیا ہے۔ اب ان کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ سال سارا گزر جائیگا۔ لیکن مجبوری ایسی بن گئی ہے کہ سال اگر گزر بھی جاتا ہے تو گریجویشن کے بعد ہر طالب علم پہلے سروس کمیشن کے exam کے لیے داخلہ بھجوں سکتا گریجویشن کے بعد BA, BSc, MSc graduation mean کر رہے ہیں تو وہ امتحان کیلئے eligible ہیں۔ فارم تو انہوں نے جمع کروائے ہیں۔ لیکن بد قدمتی سے دونوں exams ایسے وقت پر آگئے ہیں۔ تو پھر میں یہ کہتا ہوں کہ پوری اسمبلی کا منقصہ فیصلہ ہے کہ پہلے سروس کمیشن کے exam کو ری شیدول کرانا ہوگا۔ آپ بھی بات کر کچے ہیں۔ وہاں میٹنگ میں بھی، ایڈ وائزری کمیٹی میں بھی بات ہوئی تھی۔ نواب صاحب آئیں گے ان سے پھر پوچھیں گے۔ بات یا فیصلہ اسمبلی کا یہ ہے۔ اور request ہم کریں گے کہ اسکو ری شیدول کروایا جائے۔

میڈم اسپیکر: جی ٹھیک ہے۔ Thank you

سردار عبدالرحمن کھیڑان: میڈم اسپیکر! میں ایک وضاحت کر دوں۔ مجھے فلور دے رہی ہیں؟ یہ جو رحیم صاحب کہہ رہے ہیں کہ ساری اسمبلی کا مشترکہ۔ ہمارا اسمبلی نہیں ہے وہ خود مختار ادارہ ہے۔ اسکی خود مختاری میں مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔ ہم اسکو oppose کر رہے ہیں۔ اُنکے exam جو ری شیدول ہوئے ہے، جو تیاری ہے۔ جو security point of view ہے۔ اور رحیم صاحب نے فرمایا کہ حج کی وجہ سے۔ یہ fifth time ہے۔ 14 اگست کی وجہ سے ہوا ہے۔ مجیب صاحب کو پتہ ہے کہ food festival کی وجہ سے ہوا ہے۔ کیونکہ اتنے لوگ ہیں۔ باقی جگہ نہیں بنتی تھی۔ یہ پانچویں چھٹی دفعہ cancel ہو رہے ہیں۔ یہ پوری اسمبلی کا فیصلہ نہیں ہے ہم اسکو oppose کر رہے ہیں کہ کوئی اگر MA کرنا چاہتا ہے۔ اب دیکھیں یہ کوئی مذاق تو نہیں ہے PCS کرنا۔ اسکی تیاری ہے کوئی کہ ایک بندہ ادھر MA کی تیاری بھی کر رہا ہے۔ PCS کی تیاری بھی کر رہا ہے۔ دو دو exam وہ اتنا قابل ہے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! اسکو اس طرح سے کر لیتے ہیں کہ جو 7 نومبر کے۔۔۔ (مداخلت) جی۔

وزیر تعلیم: مولانا واسع صاحب جو اپوزیشن لیڈر بھی ہیں انکی پارٹی سے اُنکا تعلق ہے۔ وہ مجھے خود ٹیلیفون کر کچے

ہیں کہ اسمبلی کی فلور پر یہ وعدہ ہوا تھا۔

میڈم اسپیکر: request کرچکے ہیں۔

وزیر تعلیم: اور سردار صاحب کہہ رہے ہیں کہ نہیں ہماری طرف سے کوئی نہیں ہے، وہ اپنی جگہ پر لیکن ہماری جانب سے وہ ہے۔ اپنے پارلیمانی لیڈر سے خود پوچھ لیں کہ اس نے مجھے ٹیلیفون آج کیا ہے۔

میڈم اسپیکر: مجھے بھی ٹیلیفون کیا ہے۔

وزیر تعلیم: تو یہ بتائیں ابھی ہم اسکو کیا کہہ سکیں۔

میڈم اسپیکر: تو اسمیں ذرا میں اسکے اوپر بات کروں اسکو جو 7 نومبر کا ہے۔۔۔ (مداخلت) نہیں اسکو پہلے conclude کروں۔ جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: یہ تعلیم کے حوالے سے بات چل رہی تھی۔ میں بھی اس موقع کا فائدہ اٹھاتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: نہیں اس کو پہلے conclude کروں۔ جی بولیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: دیکھیں آپ ایک چیز سن رہی ہیں۔ اور ایک منٹ میں اسکو میں مکمل کرتا ہوں۔ ایک تو ہمارے ریڈیٹشل کالج کا مسئلہ تھا۔ منظر صاحب نے پرسوں 2 دن پہلے جو اجلاس ہوا تھا اس میں ہم نے اٹھایا تھا کہ انکا جو ٹائم اسکیل ہے۔ اور انکی گرانٹ اگر دیتے ہو تو گرانٹ کسی وقت بھی بند ہو سکتی ہے۔ اگر آپ گرانٹ بند کرو گے تو وہ ادارہ ہی بند ہو جائیگا۔ اسکو یکور بجٹ میں وہ کہتے ہیں کہ انکو change کر لیں۔ اور انکا ٹائم اسکیل جو ہے وہ بحال کر دیا جائے۔ انکی پرموشن کا مسئلہ ہے وہی ایک پرموشن ٹائم اسکیل ہوتا ہے۔ اور اداروں کیلئے بورڈ آف گورنریز بنائے جاتے ہیں اور انکی کارکردگی کے فیصلے کیتے جاتے ہیں۔ مختلف آگے چلنے کیلئے بہتری کی بنیاد پر۔ لیکن بورڈ آف گورنریز کی میئنگ ساڑھے 4 سال میں نہیں ہوئی ہے۔ لورالائی ریڈیٹشل کالج کی کہ آپ جانتی ہیں بھی کہ کتنا خوبصورت کالج ہے۔ کتنے اچھے طریقے سے وہ پوزیشن ہو لڈر کالج ہے۔ تین، تین پوزیشن وہ لیتے ہیں first, second, third strike پر ہیں 14 سو بچے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور انکے والدین بھی پریشان ہیں۔ تو یہ بتائیں کہ ابھی تک ان پر کیا ہوا ہے؟ اور وہ strike پر ہیں 14 سو بچے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور انکے والدین بھی پریشان ہیں۔ تو kindly اس مسئلے کو جتنا جلدی ہو سکیں اسکو حل کرنے کی کوشش کیجئے یا ہمیں بتائیں کہ کب تک حل ہو جائیگا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ وہ تو نبٹ گیا۔ ری شیدول والی بات پر 7 نومبر 2016ء کے اجلاس میں --- (مداخلت)

جناب عبدالجید خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! دو دفعہ مولانا ترابی کے بھتیجے کیلئے ملتوی ہوئے ہیں۔ for God sake

مولانا ترابی اسکانام ہے وہ کیا ہے۔

میدم اپسیکر: جی سردار صاحب! ایک منٹ۔

سردار عبدالرحمن ھمیران: میدم اپسیکر! بلکہ اچھی بات ہے کہ مولانا ترابی اتنا پاورفل ہے۔ تو پھر میرا خیال ہے کہ مولانا ترابی جو میری پارٹی کا ہی ہے۔ پھر ہم اس سے گزارش کریں گے کہ یہ کوئی آٹھ، دس جتنی سیٹیں ہیں یہ پھر وہ جب اتنا پاورفل ہے کہ exams کو postpone کر سکتا ہے تو آٹھ، دس AC میرے بارکھان کے لگادیں۔ دس، پندرہ تحصیلدار موسی خیل کے لگادیں۔ اور پانچ، چھاً دھر کے لگادیں—please for God sake پانچ دفعہ کینسل ہوا ہے۔ اور اگر ہوا تھا تو انکو اسمبلی کے فلور پر اسوقت آنا چاہیے تھا۔

میدم اپسیکر: ٹھیک ہے OK سردار صاحب! پلیز ہم اسکو conclude کرتے ہیں۔

جناب منظور احمد خان کا کڑ: میدم اپسیکر! شکریہ۔ زمرک خان نے جو پانٹ raise کیا جس نے ریڈیلش کالج کے حوالے سے میرا بھی وہی تھا۔ لورالائی، خضدار، تربت، ثواب، یہ تمام ریڈیلش کالج اسی میں شامل ہیں۔ جیسے زمرک خان نے کہا کہ ٹیچرز کے حوالے سے ہو، ٹائم اسکیل کے حوالے سے ہو یا پرموشن کے حوالے سے ہو۔ پندرہ پندرہ سالوں سے وہاں ٹیچرز بیٹھے ہوئے ہیں کوئی پرموشن نہیں ہے۔ جبکہ قانوناً rule ہے کہ 7 سال کے اندر پرموشن ہوتی ہے پھر 15 سال کے بعد۔ اسی طرح انیں، میں گریڈ میں چلے جاتے ہیں۔ لیکن اس سے جو ایک اہم بات آرہی ہے جو بچے متاثر ہو رہے ہیں۔ جسکی تعلیم متاثر ہو رہی ہے۔ ہماری منظر صاحب سے یہی request ہے کہ جلد سے جلد انکا ٹائم اسکیل ہو یا پرموشن کے حوالے سے ہو یا جو already Act ہے اس کے حوالے سے Act ہو چکا ہے۔ لیکن سننے میں یہ آرہا ہے کہ

Thank you Madam Speaker

میدم اپسیکر: ٹھیک ہے۔ جی زیارت وال صاحب۔

وزیر تعلیم: میدم اپسیکر! میں نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ۔ میں لورالائی گیا تھا اور میں نے بی آرسی کالج کا خود دورہ کیا۔ اور انہوں نے اپنے demand میرے سامنے رکھے۔ اب اس پر بات نہیں کر رہے ہیں۔ انکا 75% لاونس تھا۔ وہ رات کے 12 بجے تک وہاں ہاٹل میں بچوں کی نگرانی کرتے ہیں انکو پڑھاتے ہیں انکا سب کچھ کرتے ہیں۔ وہ cease ہوا ہے۔ تو میں نے اُنکے ساتھ وعدہ کیا تھا اور نواب صاحب ابھی آئیں گے سمری اُنکے پاس چلی گئی تھی اور سے کہہ دیا تھا کہ اسکو آپ sign کریں گے۔ 75% لاونس کی بات ہے۔ دوسری بات ایکٹ بنا ہے 2005ء میں اور اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ گرانت۔ اور اب تک ہم ریگولر بجٹ سے انکو تحویل دے رہے ہیں۔ گرانت کی شکل میں اب تک انکا نہیں ہوا ہے۔ اور انتظامی آرڈر سے ہم اسکو extend کرواتے رہے ہیں۔ اب جو مسئلہ انہوں نے اٹھایا ہے، وہ وہاں سے

ایکٹ میں تبدیلی ہوگا۔ بی آر سی کا الجزا ایکٹ تبدیل ہوگا۔ تبدیل کرنے کیلئے پھر کینٹ میں آئے گا پھر اسے اسمبلی میں پیش ہوگا۔ اس سال کا بھی ہم نے مسئلہ حل کر دیا کہ ریگولر بجٹ سے ہم انکو خواہیں دے رہے ہیں۔ اور per-student سالانہ اتنی فیس لے رہے ہیں ہر کالج میں۔ اس سے وہ ہاصل، اُنکے اخراجات یہ سب برداشت کر رہے ہیں۔ اور یہ 75% جو ہے یہ سمری نواب صاحب کے پاس پڑی ہے۔ میں پورے ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔ نامم اسکیل ایک ایسی چیز ہے جس پر جا کر آپکے پاس ڈولپمنٹ کا بجٹ اگر آپ یہ دیتے رہیں ایک پائی، جتنے بھی پیسے آئیں گے ہم اپنے سرکاری ملازمین پر خرچ کریں گے۔ کسی کو ایک پائی نہیں مل سکے گی۔ تو اب جو بات کر رہے ہیں اسیں صداقت نہیں ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اُنہی کا الجزوں میں 19 گریڈ کا بھی آدمی ہے 18 گریڈ کا بھی ہے۔ اگر شروع سے وہ بھرتی ہوئے ہیں اب تک اُسی گریڈ میں ہیں تو it-meanse کہ وہ 17 میں ہونے لگے۔ اب 17 سے 18 میں اور 18 سے 19 میں کیسے گئے ہیں؟ تو اس طریقے سے نہیں ہے۔ گرانت کا مسئلہ بھی ہم حل کر دادیں گے۔ باقی نواب صاحب کے پاس سمری گئی ہے۔ وہ ہم نے حل کر دادیا ہے۔ تو اسیں ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ خواخواہ اگر بچوں کو گھر بھجوانا ہے تو پھر میں اس میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میں بیسوں مرتبہ ان سے مل چکا ہوں ہیں۔ یہاں آئے ہیں کل بھی میں اُن سے ملا ہوں۔ میں نے کہایا ریہ کام ہم کر کچے ہیں اگر خواخواہ آپ نے ہڑتاں کرنی ہے وہ پھر اپنی جگہ پر ہے۔ پھر گورنمنٹ نے کیا ایکشن لینا ہے کس طریقے سے آگے جانا ہے؟ وہ پھر ہم کریں گے۔ تو یہ سب کچھ ہم کر کچے ہیں۔

میدم اسپیکر: آپ نے issue کو adress کر لیا ٹھیک ہے۔

انجینئر زمرک خان اچنڈی: اس طرح ہے میدم! بورڈ آف ڈائریکٹر جو بھی ہے اسیں یہ چیز یہ decide ہوتی ہیں۔ وہی اُنکے پاس power ہوتی ہے۔ لیکن ساڑھے 4 سال میں کیوں نہیں ہوا ہے۔ ابھی 4 سال سے نہ صاحب نے میں یہی پوچھ رہا ہوں کہ 4 سال میں آپکے بورڈ آف گورنر زکی میٹنگ نہیں ہوئی ہے؟ اور اسیں یہ سارے مسئلے آپ رکھتے ہیں۔ گرانٹس آپ دیتے ہیں۔ وہ تو آپ ریگولر بجٹ سے ہی دیں گے اور کہیں سے تو نہیں آئیں گے۔ لیکن انکار ریگولر بجٹ کا وہ نوٹیفیکیشن ہونا چاہیے کہ اُنکی جو گرانت ہے وہ ختم کیا جائے اور ریگولر بجٹ دیا جائے۔ آپ دیتے تو اسی سے ہو۔ لیکن کل کو اگر یہ گرانت آپ کہتے ہیں میں نہیں دوں گا۔ تو کوئی قانون تو نہیں ہے کہ اسکو آپ دوبارہ بحال کر سکو گے۔ جب تک نوٹیفیکیشن نہیں ہوگا اور بورڈ آف ڈائریکٹر میں نہیں آیا گا کینٹ میں نہیں آیا گا۔ اسمبلی میں نہیں آیا گا تو اسوقت تک تو یہ مسئلے چلتے رہیں گے۔ اُنکے مسئلے حل کر دادیں اور انکو ریگولر طریقے سے چلانے دو اور بچے اسکول آئیں گے۔ اور آپ لوگ گورنمنٹ ہیں آپ حل کر سکتے ہیں۔ وہ strike پر ہیں تو انکا کچھ تو ہوگا۔ ایسا تو نہیں ہے کہ آپ، آپ اسکیل دیتے ہیں۔ نامم اسکیل پر بہت سے لوگ ابھی تک بیٹھے ہوئے ہیں۔ پندرہ پندرہ، بیس بیس سال سے وہ اُسی گریڈ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بھی تو آپ کو پہ

ہے ٹھیک ہے ایک، دو، تین بندوں کی اگر پر موشن ہوئی ہے وہ تو اور بات ہے۔ تو اس طریقے سے آپ جب بیٹھ جائیں۔ ابھی آپ انکو ملا لیں اُن سے مسئلہ حل کروائیں اُنکی strike ختم ہو جائیگی۔ بچوں کا سال ضائع ہونے سے فتح جائیگا۔ ٹھیک ہے؟

وزیر تعلیم: میری بات کو ابھی بھی وہ نہیں سمجھی یا سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: زیارتوال صاحب! وہ ویسے یقین دھانی کرائی ہے کہ۔۔۔

وزیر تعلیم: بات یہ ہے کہ جن جن چیزوں پر انہوں نے ہڑتاں کی ہے اب تک وہ اُنکے پاس گرانٹ کی شکل میں پیسے نہیں جا رہے ہیں۔ ریگولر بجٹ سے اس سال بھی جون تک ریگولر بجٹ سے ہم انکو خواہیں pay کر رہے ہیں اور انکو کیا چاہیے؟ اب ایکٹ میں تبدیلی راتوں رات ہڑتاں سے آپ نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ ایکٹ تبدیل کرنا ہوگا۔ اسکا procedure لمبا ہے وہ کیونٹ جائیگا پھر اسے ہم میں ایسی بات نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ایسے structure ہوئے وہ بھی نکال دیں گے۔ میں اُن سے کہہ پچکا ہوں کہ جائیں اپنے اپنے کا لجز کو کھوں دیں اس میں دوسری کچھ ایسی چیز نہیں ہے جس میں یا ڈیپارٹمنٹ کے طور پر ہم رکاوٹ ہوں یا اسکونہ کرنا چاہیں۔ اس کے بعد میں اُن سے کیا کہہ سکتا ہوں؟ نائم یہ ہے کہ نواب صاحب سمری آج دستخط کرچے ہوں گے۔ آپکے پاس آجائیں گے کہہ دیں گے کہ میں کرچکا ہوں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ point has been cleared.

وزیر تعلیم: کھلوا دیں گے۔ آپکی طرف سے رو لنگ جائیگی۔ وہ ہائل میں رہنے والے بچے ہیں سب گھروں کو چلے گئے ہیں۔ اسکو کسی حالات میں بند نہیں ہونا چاہیے۔ یہ جو BRC's ہیں ایک معنی میں اُنکے اپنے ننانج بھی ہیں۔ تو ہم انکو چلانا چاہتے ہیں ایسی کوئی رکاوٹ نہیں ہے نہ ایسا کوئی انکار ہے جو آج تک میں اُنکے سامنے کرچکا ہوں ”کہ یہ آپکو نہیں دیں گے۔ اس طریقے سے نہیں جائیں گے اُس طریقے سے نہیں ہوگا۔“

میڈم اسپیکر: تو زیارتوال صاحب! اس پر تو رو لنگ نہیں کہ جب آپ یقین دھانی کر رہے ہیں۔ اور آپ نے بتایا ہے کہ سب کچھ ہو چکا ہے۔ اور صرف سمری پر sign نواب صاحب کے ہیں تو جب وہ آئیں گے تو بتا دیں گے۔

وزیر تعلیم: Thank you

میڈم اسپیکر: جی وقفہ سوالات۔ انجینئرنگ مک خان اچکنی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 317 دریافت فرمائیں۔

جی سردار صاحب۔

سردار محمد اسلم بزنجو (وزیر رفاقت و کاؤپریٹوو): بند ہیں۔ کل بھی وہ سارے ٹیچرز میرے پاس آئے تھے۔ میں نے رحیم زیارتوال صاحب کو ایک دو دفعہ ٹیلیفون کیا تو آوازنہیں چارہی تھی شاید وہ مصروف تھے وہ نہیں آسکے۔

تو زیارت وال صاحب بولتے ہیں کہ ہم نے جو ایک 75% ٹینگ الاؤنس کیلئے بھیجا ہے۔ میں ابھی سی ایم ہاؤس سے آ رہا ہوں۔ میں نے وہاں حافظ باسط کو بتایا کہ بھائی آپ خدا کیلئے کوئی بھی تو decision لے لیں کہ انکو پیسے دیدیں یا انکو جیل بھیج دیں۔ ہمارے بچوں کی زندگی کیوں تباہ کر رہے ہیں؟ ابھی تک وہ نہیں ہو رہا ہے۔ زیارت وال صاحب کو پتہ ہے کہ اتنا ہم issue پیچے ہر تال پر ہے اسکو لوں کے exam ہونے والے ہیں۔ ابھی انکو چاہیے تھا کہ سمری خود لیکر وزیر اعلیٰ کے پاس جاتا تھا دستخط کرنے کیلئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ سمری جو زیارت وال صاحب بتا رہے ہیں وہ ابھی تک دستخط ہی نہیں ہوئی ہے۔ ابھی ہمارے خضدار کا پیشہ سی ایم ہاؤس میں بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے بولا۔ میں گیا سی ایم کے پاس اس سے request کہ صاحب اسکا کوئی حل توڑھوئے ہیں۔ کہتا ہے نہیں جی اتنے پیسے ضائع ہونگے، یہ ہو گا فلاں ہو گا۔ وہ سمری دستخط نہیں ہوئی ہے۔ ابھی وزیر تعلیم کو چاہیے تھا کہ خود جاتا وزیر اعلیٰ صاحب کو brief کرتا تاکہ اُس پر sign ہوتا۔ اسکو کسی نے brief نہیں کیا۔ وہ کہتا ہے جی اتنے پیسے ہم اسکو afford کر سکتے۔ ابھی میں اُس سے مل کر آ رہا ہوں۔ جناب میں ابھی کی بات کر رہا ہوں۔ میں ابھی وہاں سے آ رہا ہوں۔ اور میں اسی سلسلے میں سی ایم ہاؤس گیا تھا۔

وزیر تعلیم: نواب صاحب کے سامنے رکھیں گے وہ sign کر دیں گے۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوں: نہیں ہوئی ہے میں وہاں سے آ رہا ہوں۔ کم از کم آپ لے جائیں یا ہم مسئلہ ہے۔

وزیر تعلیم: نہیں ہوئی ہے تو نواب صاحب آ جائیں گے۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! اس مسئلے کو نواب صاحب آ جائیں گے ان کے آتے ہی تو اسکو اسی وقت address کریں گے۔ جی زمرک خان اچکنی صاحب! آپ کا جو ہے سوال، چونکہ نواب صاحب کے پاس منسری ہے۔ He is not here. تو ابھی اسکو پھر defer کر دیتے ہیں۔ ویسے وہ آ رہے ہیں ابھی اجلاس میں۔ سی ایم صاحب کے آنے نکل اسکو defer کر دیتے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکنی: تو آپ تعلیم والے۔۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: انجینئر زمرک خان اچکنی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 320 دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمرک خان اچکنی: سوال نمبر 320۔

وزیر تعلیم: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 320 **انجینئر زمرک خان اچکنی:** 2 اگست 2016ء کو نوش موصول ہوا۔ 29 ستمبر 2016ء کو موخر شدہ

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ میں نئے پر ائمہ مسکو لکھنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے۔ تو کل کتنے مسکو لکھنے کے تحت کھولے جائیں گے۔ نیز حلقة پی بی 12 قلعہ عبداللہ میں کھولے جانے والے

پرائمری سکولز کے تعداد کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر تعلیم:

یہ درست ہے کہ حکومت نے پرائمری سکول کھولنے کا رادہ رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں صوبہ بھر میں 140 نئے پرائمری سکولوں کے قیام کے لئے فناں ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ نئے سکول کھولنے کے لئے آبادی کو بنیاد بنا�ا گیا ہے۔ تاحال ان 140 سکولوں کی ضلع وار اور علاقہ وار تقسیم نہیں کی گئی ہے۔ اسی وجہ سے فی الوقت پی بلی حلقة 12 ضلع قلعہ عبداللہ اور دیگر اضلاع کے پرائمری سکولوں کی فہرست مرتب نہیں کی گئی ہے؟

میڈم اسپیکر: جی۔ جی۔ any supplementary

انجینئر زمرک خان اچنڈی: میڈم اسپیکر! منظر صاحب سے میں تعلیم کے حوالے سے تو، مطلب ایک اہم جو ڈیپارٹمنٹ ہے ہر صوبے کی اور ملک کی۔ اور دعوے بھی یہی ہوتے ہیں کہ ہم تعلیم کو آگے بڑھائیں گے اور اس پر توجہ دیں گے۔ لیکن اس جواب کو گراپ دیکھ لیں اسی میں نئے اسکول کھولنے کیلئے میں وہ اپروا لا جو contents ہیں اس سے نیچے آتا ہوں۔ کہ نئے اسکول کھولنے کیلئے آبادی کو بنیاد بنا�ا گیا ہے۔ تاحال ان 140 اسکولوں کی ضلع وار، علاقہ وار تقسیم نہیں کی گئی ہے۔ اس سے فی الوقت PB-12 ضلع قلعہ عبداللہ اور دیگر اضلاع کے پرائمری سکولوں کی فہرست مرتب نہیں کی گئی 4 سال ہو گئے۔ اور ابھی تک بن رہے ہیں دے بھی رہے ہیں۔ نوٹیفیکیشن بھی ہو رہا ہے سب کچھ ہو رہا ہے۔ لیکن جواب میں لکھا گیا ہے کہ ابھی تک مرتب ہی نہیں کی گئی ہے۔ اور اضلاع پر انہوں نے تقسیم ہی نہیں کی گئی ہے۔ کیونکہ اسیں کچھ ایسی باتیں ہیں تو وہ سامنے نہیں لاسکتے ہیں۔ تو جواب میں یہی لکھا ہے کہ وہ ابھی تک مرتب ہی نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں منظر صاحب سے کہ 4 سال سے ابھی تک آپ نے یہ فارمولہ ہی طے نہیں کیا ہے کہ کیا کریں گے؟ یہ منی سوال ہے میرا۔

میڈم اسپیکر: جی زیرتوال صاحب ٹھنڈی سوال ہے۔

وزیر تعلیم: میڈم اسپیکر! یہ جو سوال کیا گیا ہے یہ بہت پہلے کا ہے۔ جو جواب ہے صوبہ بھر میں 140 نئے پرائمری اسکول۔ یہ آٹھ سو سے زیادہ نئے پرائمری اسکول ہم کھول چکے ہیں تین سالوں میں۔ اب یہ جو جواب ہے یہ واضح نہیں ہے زمرک صاحب کو ضلع وائز جو بھی ہے حلقة وائز میں اسکی تفصیل انکو بتا دوں گا۔ ایک تفصیل یہاں دی ہے وہ بھی شاید درست نہ ہو۔ لیکن میں انکو بتا دوں گا کہ یہ تقسیم کیسے ہوئی تھی۔ اور یہ ڈاکٹر مالک صاحب کے زمانے میں ہوئی تھی۔ اور ہر ضلع میں پرائمری اسکول بن گئے ہیں انکی بلڈنگز تعمیر ہو چکی ہیں لیکن انکی تعداد 140 نہیں ہے یہ تعداد زیادہ ہے آٹھ سو سے بھی زیادہ اسکول ہیں پورے صوبے میں۔

میڈم اسپیکر: جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: میڈم اپسیکر! اسمبلی میں اس طرح کا غلط جواب دینا مطلب ہم کو نے الفاظ اسکے لئے استعمال کریں۔ اس پر تو کوئی استعمال نہیں کر سکتا ہوں کم از کم یہ ہے کہ اسکو آپ ڈیفر کر دیں اگلے اجلاس کے لئے اس کی تفصیل دی جائے ہمیں update رکھیں پھر اس پر بات کریں گے۔

وزیر تعلیم: جی ٹھیک ہے۔

میڈم اپسیکر: Ok ٹھیک ہے۔ انجینئر زمرک خان اچنزی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 321 دریافت کریں۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: سوال نمبر 321۔

میڈم اپسیکر: جی منسٹر ایجوکیشن۔

وزیر تعلیم: جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

☆ 321 **انجینئر زمرک خان اچنزی:** 2/ اگست 2016ء کو نوش موصول ہوا 29 ستمبر 2016ء کو موخر شدہ

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، کیا یہ درست ہے کہ حلقة پی بی 12 قلعہ عبداللہ میں پرائمری تاہائی سکولوں کی عمارت پر کام جاری ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو ان کے نام اور مختص کردہ نندز کی تفصیل دی جائے؟

وزیر تعلیم:

یہ درست ہے کہ پی بی حلقة 12 ضلع قلعہ عبداللہ میں فی الوقت 52 سکولوں میں تعمیراتی کام جاری ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

فهرست سکولز جن پر اس وقت تعمیراتی کام جاری ہے۔

نمبر شمار	سکولوں کے نام جن میں تعمیراتی کام جاری ہے	نمبر شمار	سکولوں کے نام جن میں تعمیراتی کام جاری ہے
1	گورنمنٹ پرائمری سکول تورخیل سیدان	27	گورنمنٹ پرائمری سکول حبیبی طوطی آرمی
2	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی اشیش حمید زئی آرمی	28	گورنمنٹ پرائمری سکول ذرداد دلدوڈ زئی آرمی
3	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی نصر رخان آرمی	29	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی ظریف باچ
4	گورنمنٹ پرائمری سکول خواجه نور علاء الدین کولک	30	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی اختر آرمی
5	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی شادی آرمی	31	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی سید تھانہ آرمی
6	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی شمس زئی	32	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی غلام محمد آرمی
7	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی اصغر ماچھہ	33	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی امیر بکر زئی

گورنمنٹ پرائمری سکول غلام محمد کرم خان	34	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی نافع ماچکہ	8
گورنمنٹ پرائمری سکول جعفر علی ملیزی	35	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی بکرزی	9
گورنمنٹ پرائمری سکول داویان ملیزی اڈہ	36	گورنمنٹ پرائمری سکول مولوی عطاء اللہ بخششو	10
گورنمنٹ پرائمری سکول زووم حبیب زئی	37	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی کاریز ارمی	11
گورنمنٹ پرائمری سکول غنی پہلوان حبیب زئی	38	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی کا کاباز خان کوک	12
گورنمنٹ پرائمری سکول زیارت قلعہ عبداللہ	39	گورنمنٹ پرائمری سکول عبدالحکیم ماچکہ	13
گورنمنٹ پرائمری سکول حاجی عبدالرحمن ماچکہ	40	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی جبک	14
گورنمنٹ پرائمری سکول درانی جڑوگناہ	41	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی گوال ماشخیل کوک	15
گورنمنٹ ڈل سکول تور خیل سیدان	42	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی مسے زئی	16
گورنمنٹ ڈل سکول جمعہ خان ماچکہ	43	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی محمد	17
گورنمنٹ ڈل سکول علی شاہ کا کوزی	44	گورنمنٹ پرائمری سکول ایوب مسے زئی	18
گورنمنٹ ڈل سکول جوئی کوک	45	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی جوئی کوک	19
گورنمنٹ ڈل سکول مرور سیدان	46	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی دین محمد مسے زئی	20
گورنمنٹ ڈل سکول کلی لمڑان	47	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی محل ارمی	21
گورنمنٹ ڈل سکول کلی زیارت قلعہ عبداللہ	48	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی محمد حیم مسے زئی	22
گورنمنٹ ڈل سکول کلی رندر تھانہ	49	گورنمنٹ پرائمری سکول کلی سلطان انگری	23
گورنمنٹ ڈل سکول دامان حبیب زئی	50	گورنمنٹ پرائمری سکول عبدالعلی حبیب زئی	24
گورنمنٹ ڈل سکول مجک	51	گورنمنٹ پرائمری سکول فرید داد آرمی	25
گورنمنٹ ڈل سکول بدوان	52	گورنمنٹ پرائمری سکول رحیم چینہ	26

جہاں تک مختص کردہ فنڈ زکی تفصیل کا تعلق ہے تو اس کی تفصیل و معلومات محکمہ بی اینڈ آر کے پاس ہیں کیونکہ تغیراتی کام کے لئے بجٹ برداشت بی اینڈ آر کو فراہم کیا جاتا ہے۔

انجینئر زمرک خان اچنڈی: اس میں بھی، یہ اُسی وقت کا جواب ہے۔ تو میں اگر یہ گزارش کروں گا آپ سے

میدم اپسیکر! کہ یہ بھی اسکے ساتھ ملا کے، میرے question کا نئے سرے سے تفصیل دی جائے۔ یہ بھی اُسی وقت کا پرانا جو جواب دیا ہوا ہے میں اس پر اگر ختمی question کروں گا تو پھر بھی آئیگا کہ جی اسیں ہم نے اور بھی سکول ڈالے ہیں اور بھی سکول بنے ہیں اسی طرح ہے۔ منظر صاحب! میرے خیال سے اسکے علاوہ اور بھی سکول ہونگے۔

میدم اپسیکر: آپ چاہ رہے ہیں کہ دوبارہ اس کی تفصیلی جواب آئے؟

انجینئر زمرک خان اچکزئی: یہ ایک سال پرانا جواب ہے جو انہوں نے یہاں دیا ہوا ہے اور update کر لیں اور next session جو آئیگا اُنمیں یہ دے دیں۔

وزیر تعلیم: update ہو جائیگی، یہ بہت پرانی ہے۔

میدم اپسیکر: انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 322 دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: سوال نمبر 322۔

وزیر تعلیم: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 322 انجینئر زمرک خان اچکزئی: 2 اگست 2016ء کو لوٹ موصول ہوا۔ 29 ستمبر 2016ء کو موئخر شدہ

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، سال 15-2014 کے دوران حلقہ پی بی 12 قلعہ عبداللہ میں قائم کن کن پرائزی سکولوں کو اپ گریڈ کر کے ٹڈل کا درجہ دیا گیا۔ نیز پرائزی کو ٹڈل کا درجہ دینے کیلئے کیا معیار مقرر ہے تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر تعلیم:

سال 15-2014ء میں پی بی حلقہ 12 ضلع قلعہ عبداللہ میں کل 13 سکولوں کو پرائزی سے ٹڈل لیوں اسکوں کا درجہ دیا گیا ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	آپ گریڈ ہونے والے سکولوں کے نام
1	گورنمنٹ ٹڈل سکول تور خیل سیدان
2	گورنمنٹ ٹڈل سکول جمع خان ماچکے
3	گورنمنٹ ٹڈل سکول علی شاہ کا کوزئی
4	گورنمنٹ ٹڈل سکول جوئی کوک
5	گورنمنٹ ٹڈل سکول مرور سیدان
6	گورنمنٹ ٹڈل سکول کلی لمڑان

گورنمنٹ ڈل سکول کلی زیارت قلعہ عبداللہ	7
گورنمنٹ ڈل سکول کلی سلہ تھانہ	8
گورنمنٹ ڈل سکول دامان حبیب زئی	9
گورنمنٹ ڈل سکول مجک	10
گورنمنٹ ڈل سکول بدوان	11
گورنمنٹ ڈل سکول ایوب مسے زئی	12
گورنمنٹ ڈل سکول رحیم چینہ	13

پرائمری سکول کو ڈل کا درجہ دینے جانے کیلئے معیار درج ذیل ہے۔

1- روں ایریا: لڑکوں کے لئے 3 کلومیٹر اور لڑکیوں کے لئے 1.5 کلومیٹر کی حدود میں ڈل سکول کی عدم موجودگی۔

2- شہری علاقہ: لڑکوں کے لئے 2 کلومیٹر اور لڑکیوں کے لئے 1 کلومیٹر کی حدود میں ڈل سکول کی عدم موجودگی۔

3- دیہاتی علاقہ ہونے کی صورت میں کم از کم 20 پرائمری پاس لڑکوں اور 10 پرائمری پاس لڑکیوں کی دستیابی، جبکہ شہری علاقے میں کم از کم 30 پرائمری پاس لڑکوں اور 20 لڑکیوں کی دستیابی۔

4- علاقہ میں لڑکوں کے 3 اور لڑکیوں کے کم از کم 2 پرائمری فیڈر اسکولوں کی موجودگی۔

5- اسکول کی عمارت میں توسعہ کیلئے زمین کی دستیابی۔

6- بنیادی ضروریات یعنی پانی بجلی وغیرہ کی سہولت کی دستیابی۔

انجینئر زمرک خان اچنڈی: یہ بھی update نہیں ہے تو اس کو بھی۔۔۔

میدم اسپیکر: محکمہ تعلیم کے تمام سوالات دوبارہ سے update کر کے next session کیلئے۔ جی پہلے سوالات complete ہونے دیں۔ انجینئر زمرک خان اچنڈی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 317 دریافت فرمائیں جو defer کر دیا گیا تھا، کہ جب نواب صاحب تشریف لاائیں گے۔

انجینئر زمرک خان اچنڈی: سوال نمبر۔ 317

میدم اسپیکر: جو defer کردیئے گئے تھے چونکہ ہم نے کہ نواب صاحب تشریف لائیں گے تو اس پر ہو گا۔

نواب ثناء اللہ خان زہری (قاائدیوں): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 317 انجینئر زمرک خان اچنڈی: 2 / اگست 2016ء کو نوٹس موصول ہوا

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مختلف پروجیکٹس پر کام انتہائی سُست روی کا شکار ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو گزشتہ دو سالوں کے دوران ان پروجیکٹس کو بروقت مکمل کرنے کے لئے کون کو نے اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ نیز حلقہ پی بی 12 قلعہ عبداللہ میں مکمل کئے گئے پروجیکٹس کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

جواب صحیم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ کی جائے گی۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: اس میں میدم اپسیکر! وزیر اعلیٰ صاحب ہیں ہمارے اسمیں ڈیپارٹمنٹ بھی انکے پاس ہے، اسی میں یہ ہے کہ ”ہاں بروقت فنڈ زنے ملنے کی وجہ سے کچھ کام مقررہ مدت پر مکمل نہیں کیا جاتا“۔ اور دوسرا اسمیں لکھا ہے کہ ”هم نے بارہا اپنی اسکیموں کے باقی ماندہ فنڈز کے حکام بالا سے ڈیماڈ کرتے رہتے ہیں“۔ تو نواب صاحب سے اتنا پوچھ سکتا ہوں کہ یہ ڈیماڈ کس سے کرتے ہیں اور کون یہ فنڈ زدیتے ہیں کیونکہ آپ تو ماشاء اللہ وزیر اعلیٰ بھی ہیں آپ کے پاس اختیارات بھی ہیں۔ تو اگر ہم کہیں اور سے، نہ ایسا ڈیپارٹمنٹ ہے نہ کوئی اور اسمبلی موجود ہے اور نہ کوئی ایسے لوگ ہیں جو ہم فیڈرل سے، یہ تو provincial PSDP ہے اور اس کے تحت ہمیں یہ فنڈ زملتے ہیں اور ہماری اسکیمات اسی وجہ سے delay ہوتی ہیں کہ انکو فنڈ زنہیں ملتے ہیں تو یہمیں kindly بتایا جائے کہ یہ فنڈ کون کرتے ہیں اور کہاں سے ملتے ہیں اور کیوں وقت پر نہیں ملتے ہیں؟

میدم اپسیکر: اس میں تو جواب نہیں ہے۔

قامداریوں: میدم اپسیکر! یہ تو بہت پرانا question ہے، اس میں لکھا ہوا ہے یہاں۔ اس میں آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے پاس پی اینڈ ذی کا ڈیپارٹمنٹ ہے اور اسکے بعد فناں ڈیپارٹمنٹ ہے، انکو ہم لکھتے ہیں اور اس کے بعد ہیں تو اس طریقے سے ہیں۔ وزیر اعلیٰ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ میں ادھر سے آرڈر کر دوں گا اور وہاں سے ایکدم وہ آجائیں گے۔ لیکن ہے پرانا، اس کو اگر دوبارہ fresh وہ کریں یا میرے دفتر میں میرے سے وہ مجھ سے بات کر لیں پھر اسیں دیکھ لوں گا۔

میدم اپسیکر: سر! کہہ رہے ہیں کہ وہ مجھ سے میرے دفتر میں بات کریں تو۔ دوسرا بھی اسی سے concerned ہے۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: جی ٹھیک ہے۔

میدم اپسیکر: جی۔ دوسرا بھی اسی سے concerned ہے۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: لیکن اسمیں یہ ہے کہ صرف ہمارے قلعہ عبداللہ کی detail بھی اسمیں نہیں ہے۔ اگر وہ بھی پھر اسمیں شامل ہو جائیں۔

میڈم اسپیکر: دونوں سے سوالات نواب صاحب سے اُن کے چیزیں مل لیں۔ محترمہ عارفہ صدیق صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 330 دریافت فرمائیں۔

محترمہ عارفہ صدیق: سوال نمبر 330۔

میڈم اسپیکر: منظر سوچل و یلنیش، میرے خیال میں نواب صاحب کے پاس ہے۔

قاکدا یوان: میڈم اسپیکر! سوال نمبر کیا ہے؟

میڈم اسپیکر: 330۔

قاکدا یوان: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 330 محترمہ عارفہ صدیق: 26 نومبر 2016ء کو لوٹھ موصول ہوا۔

کیا وزیر سماجی بہبود، خصوصی تعلیم، خواندگی، غیر رسمی تعلیم اور انسانی حقوق از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سماجی بہبود، خصوصی تعلیم، خواندگی، غیر رسمی تعلیم اور انسانی حقوق میں چند جو نیئر آفیسر ان و اہلکاران کی سنیئر پوسٹوں پر تعیناتی عمل میں لائی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو ان کے نام مع ولدیت، تاریخ تعیناتی موجودہ اسمی نیز سابقہ موجودہ عہدہ و گریڈ کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر سماجی بہبود، خصوصی تعلیم، خواندگی، غیر رسمی تعلیم اور انسانی حقوق:

(الف) یہ درست ہے کہ دو جو نیئر آفیسر ان کو اہلیت کی بنیاد پر عارضی طور پر سنیئر اسمیوں پر افسران بالا کی منظوری کے بعد تعینات کیا گیا ہے۔ نیز دو جو نیئر اہلکاروں کو عارضی طور پر سنیئر اسمی پر تعینات کیا گیا۔

(ب) جو نیئر آفیسر ان کی سنیئر اسمیوں پر تعیناتی کی تفصیل ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام و عہدہ	تعیناتی سنیئر اسمی و تفصیل	تاریخ تعیناتی سنیئر اسمی
- 1	جاویدا مجھم بلوچ ولد احمد، سوچل	اکنگ ایڈمنیسٹریٹ (بی 18) ذیٹا کسیفیکشن اینڈ ریٹینیبلیشن کمپلیکس کوئٹہ ویلفر آفیسر (17)	فروری 2013ء

جنوری 2015ء	اکینگ ڈپٹی ڈائریکٹر (بی-18) ڈائریکٹر یونیٹ جزء، سوشن ولیفڑا ینڈ پیش ایجو کیشن کوئٹہ	محمد حنیف رندو لدنور احمد ، اسٹینٹ ڈائریکٹر (17)	-2
-------------	---	---	----

نمبر شار	نام و عہدہ	تعیناتی سینٹر اسامی و تفصیل	تاریخ تعیناتی سینٹر اسامی	کیفیت
-1	شہد حبیب ورکر (بی-8)	اکینگ سوشن ورکر (بی-16) کمپلیکس برائے خصوصی تعلیم کوئٹہ	08-05-2014	تو انہیں کے مطابق ورکر کی اگلی ترقی گرید 16 میں ہے
-2	قادر بخش ورکر (بی-8)	اکینگ فیلڈ آفیسر (بی-16) کمپلیکس برائے خصوصی تعلیم کوئٹہ	07-07-2014	

میڈم اسپیکر: جی کوئی ضمانتی۔

محترمہ عارفہ صدیق: نہیں کوئی ضمانتی نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں ہے آپ satisfy ہے۔ سردار صاحب! محکم کا کوئی سپلینٹری نہیں ہے، آپ سپلینٹری کرنا چاہ رہے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: آپ مدھم طریقے سے بول رہی ہیں، کہ بالکل آج میرے دونوں کان بند ہیں۔

میڈم اسپیکر: اچھا ٹھیک ہے سردار صاحب! اللہ آپ کو سخت دے۔ نہیں آپ کو زکام ہے، بخار ہے آپ نے بتایا ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: یہ جو عارفہ بی بی کا جو question ہے، ہی ایکم صاحب تشریف رکھتے ہیں اُس وقت یہ نہیں تھے۔ یہ تو خالی سماجی بہبود، خصوصی تعلیم، خواندگی غیر رسی تعلیم اور انسانی حقوق۔ ایک دو، تین آدمی۔ میڈم اسپیکر! لگے ہوئے ہیں، جاویدا بجم بلوچ ولاد نجم سوشن ولیفیر آفیسر گرید 17 کا ہے اسکو بھی 18 میں لگایا ہے، فروری 2013ء میں۔ حنیف رند ولدنور احمد یہ 17 گرید کا ہے اُس کو بھی 18 گرید میں وہی پچھلے وہ دو یا ڈھائی سالہ دور کا ہے اور اس میں ایک بڑا خوبصورت ہے شاید ابھی ورکر ہے 8 گرید کا ہے اس کو ایکینگ سوشن ورکر کمپلیکس برائے تعلیم 16 گرید کی پوسٹ پر بٹھایا ہوا ہے۔ یہ بھی 2014ء کا ہے تو سی ایکم صاحب! آپ سے تو اس پر سوال بنتا ہی نہیں ہے۔ یہ تو پرانے لوگوں کے کارنامے ہیں تو آپ اسکو دیکھ لیں۔

میڈم اسپیکر: انہوں نے جواب دے دیا ہے بلکہ عارفہ صاحبہ نے کوئی ضمنی بھی نہیں کی ہے اسیں۔ جی آپ تشریف رکھیں۔

سردار عبدالرحمن کھیٹران: تو میں کہہ رہا ہوں کہ سی ایم صاحب دیکھ لیں کہ میرٹ کی کیا پوزیشن ہے۔
میڈم اسپیکر: جی نواب صاحب جواب دے رہے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیٹران: سرا! میرا سپلینٹری ہے نہیں، میں صرف آپ کی توجہ دلا رہتا۔
میڈم اسپیکر: جی سردار اسلام بزنجو صاحب۔

سردار محمد اسلام بزنجو (وزیر راست و کاؤنٹریوز): اس کا portfolio مسلم لیگ کے پاس تھا، اسکا وزیر کون تھا؟ اُس سے پوچھیں۔

میڈم اسپیکر: جی نواب صاحب۔

قائد الیوان: میڈم اسپیکر! یہ تو ہے پرانے کافی، آپ دیکھ رہی ہیں 2013ء پھر 2015ء اسیں لکھے ہوئے ہیں بہر حال میں دیکھ لیتا ہوں اسیں اگر میرٹ کی پامالی ہوئی ہے تو انشاء اللہ میرٹ پر ہم کریں گے، کیونکہ اسکو میں دیکھ لوں گا لیکن یہ میرے ٹائم کے نہیں ہیں، شکریہ۔

میڈم اسپیکر: محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ! آپ اپنا سوال نمبر 331 دریافت فرمائیں۔
محترمہ عارفہ صدیق: سوال نمبر 331

میڈم اسپیکر: جی نواب صاحب۔ سوال نمبر 331۔

قائد الیوان: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 331 محترمہ عارفہ صدیق: 26 / تجرب 2016ء کو لوٹ موصول ہوا

کیا وزیر سماجی بہبود، خصوصی تعلیم، خواندگی، غیر رسمی تعلیم اور انسانی حقوق از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مکملہ سماجی بہبود، خصوصی تعلیم، خواندگی، غیر رسمی تعلیم اور انسانی حقوق میں پرنسپل روڈائز کیمپلیکس برائے خصوصی تعلیم کو ٹک کی اسامی خالی پڑی ہوئی ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو مذکورہ اسامی کس پے سکیل کی ہے۔ اور کب سے خالی پڑی ہوئی ہے۔ نیز مذکورہ خالی اسامی اب تک پڑھ کرنے کی وجہ کیا ہے۔ تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر سماجی بہبود، خصوصی تعلیم، خواندگی، غیر رسمی تعلیم اور انسانی حقوق:

(الف) مکملہ سماجی بہبود، خصوصی تعلیم، خواندگی غیر رسمی تعلیم و انسانی حقوق میں پرنسپل روڈائز کیمپلیکس اسامی جزوی طور پر خالی

پڑی ہے۔

(ب) مذکورہ اسامی محکمہ سماجی بہبود گریڈ 19 میں منظور کی گئی تھی۔ اور یہ اسامی مورخہ 20 جولائی 2016ء سے خالی ہے جس کو باقاعدہ طور پر پُر کرنے کا خلاصہ معتمد اعلیٰ کو بھیجا گیا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی عارفہ صدیق! کوئی سپینٹری؟

محترمہ عارفہ صدیق: جی میڈم اسپیکر! یہاں جواب میں گریڈ 19 دیا ہوا ہے جو ڈائریکٹر کی پوسٹ ہے جبکہ والیم 3g کے صاحب اگر درستگی فرمائیں کہ اگر والیم 3g میں غلط ہے یا مجھے سے جواب غلط آیا ہے؟

میڈم اسپیکر: عارفہ صاحبہ! ازداد و بارہ زور سے بولیں۔

محترمہ عارفہ صدیق: جی میڈم اسپیکر! والیم 3g میں جو پوسٹ ہے پر نیل ڈائریکٹر کی وہ گریڈ 18 کی ہے۔ لیکن جواب میں یہاں 19 گریڈ بتایا گیا ہے۔ تو وزیر اعلیٰ صاحب فرمائیں گے کہ والیم 3g میں غلط آیا ہے یا مجھے کی طرف سے سوال غلط ہے؟

قائدیوں: یہ میں دیکھتا ہوں سیکرٹری کو بلا لوں گا آپ میرے چیمبر میں آ جائیں، میں سیکرٹری سے پتہ کر کے پھر آپ کو بتاؤں گا۔

محترمہ عارفہ صدیق: جی نواب صاحب! اسی گریڈ 18 کے کسی آفسر نے وہ دیا ہوا تھا، پھر آپ نے اسکے لئے سمری بھی دی ہوئی تھی لیکن بیور و کریسی نے پتہ نہیں کیوں اس کو آگئے نہیں کیا۔

قائدیوں: میں نے کہا کہ میں آپ کو یقین دلار ہا ہوں کہ آپ آ جائیں میرے آفس میں اور میں نے سیکرٹری کو بلا کے سیکرٹری سے پتہ کروں گا، ٹھیک ہے۔

میڈم اسپیکر: عارفہ صاحبہ! یقین دہانی کر رہے ہیں آپ ان کے آفس میں چلے جائیں۔ مورخہ 2 نومبر 2016ء کے اجلاس میں مؤخر شدہ سوالات—questions کے درمیان پوائنٹ آف آرڈرنیں لے سکتے ہیں، please رکھیں۔ جی complete questions ہو جائیں پھر آپ کو میں موقع دیتی ہوں۔ سردار محمد اختر مینگل صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 227 دریافت فرمائیں۔ سردار صاحب سوالات بھیج رہے ہیں لیکن وہ خود تشریف نہیں لارہے ہیں، اسی طرح سردار محمد اختر مینگل کا سوال نمبر 235 ہے۔ اور یہ جو جوابات ہیں یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ہیں اور جواب بھی موصول نہیں ہوا ہے۔ بگٹی صاحب! آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

میر سرفراز احمد بگٹی (وزیر داخلہ و قبائلی امور و جیل خانہ جات): میڈم اسپیکر صاحبہ! جس دن سردار صاحب تشریف لائیں گے

اُس دن پھر ہم جواب بھی دے دیں۔

میڈم اپسکر: لیکن رولر کے مطابق آپ جواب دے دیں، اُسکے بعد پھر ہم اس matter کو بھی دیکھتے ہیں کہ وہ آئندیں رہے ہیں اور مسلسل سوالات ہیں۔ ٹھیک ہے۔ ok Thank you۔ سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 246 دریافت فرمائیں۔ سردار عبدالرحمن کھیتران: سوال نمبر 246۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و جیل خانہ جات: میڈم اپسکر! اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

246 سردار عبدالرحمن کھیتران: 3 اکتوبر 2015 کوؤں موصول ہوا۔

7 ابریل 25 جولائی اور 21 ستمبر 2016ء کے موخر شدہ

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، سانحہ مستونگ میں کل کتنے افراد اگر گٹ کلگ کا شکار ہوئے۔ ان کے نام مع ولدیت جائے سکونت اور شناختی کا رو نمبر زکی تفصیل دی جائے۔ نیز کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے شہداء مستونگ کے لاحقین کیلئے فی کس کے حساب سے امداد کا اعلان بھی کیا تھا۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو لاحقین کو کس قدر رقم ادا کی جا چکی ہے۔ تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر داخلہ:

بمطابق ڈپٹی کمشنر مستونگ سانحہ مستونگ میں کل 21 افراد شہید ہوئے جنکے نام مع ولدیت اور جائے سکونت کی تفصیل درج ذیل ہے مذکورہ بالا سانحہ میں دو افراد محمد یعقوب ولد عبداللہ اور خدا بخش ولد علی محمد اقوام بارکزی زخمی بھی ہوئے۔ یہ درست ہے کہ شہداء مستونگ کے لاحقین کے لئے فی کس دس لاکھ کے حساب سے امداد کا اعلان بھی کیا جنہیں محکمہ داخلہ و قائمی امور حکومت بلوچستان کے حکم نامہ محررہ 15 اگست 2015 کے تحت مبلغ دو کروڑ بارہ لاکھ روپے امداد ادا کر دی گئی ریلیز آرڈر کی کاپی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

شہداء کے نام بعد ولدیت اور جائے سکونت کی تفصیل ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	ولدیت	جائے سکونت
1	محمد نجم	محمد ابراہیم	پچھی بیگ سریاب روڈ کوئٹہ
2	سید نجیب اللہ	حبیب اللہ شاہ	کلی کربلا پشین
3	عثمان غنی	غلام محمد	کلی منزرا پشین

پشین	ڈنگیر	سید حبیب اللہ	4
حرمزی پشین	عبد القیوم	حاجی سید احمد	5
حرمزی پشین		عصمت اللہ	6
حرمزی پشین	حرمزی	محمد نعیم	7
چمن	حاجی عبدالباقي	حاجی عبدالظاہر	8
قلعہ عبداللہ	باز محمد	حاجی سکندری	9
گلستان قلعہ عبداللہ	نور شاہ	عبدالوارث	10
قلعہ عبداللہ	لعل محمد	احمد خان	11
قلعہ عبداللہ	حاجی حبیب اللہ	نصیب اللہ	12
کلی کٹا پشین	منوجان	محمد حنیف	13
میزئی اڑاہ قلعہ عبداللہ	نور محمد	سید جیلانی	14
قلعہ عبداللہ	لعل خان	عبدالجبار	15
قلعہ عبداللہ	لعل محمد	مولوی مہر اللہ	16
افغانی	احسان	عمر	17
پیر علی زئی قلعہ عبداللہ	گل محمد	پاکند خان	18
قلعہ عبداللہ	عبدالاصمد	سید پیر محمد	19
قلعہ عبداللہ	حاجی محمد	حاجی عبدالعزیز	20
چمن	غوث خش	عبدالاصمد	21

میڈم اسپیکر: جی سردار صاحب! any supplementary!

سردار عبدالرحمن کھیڑان: no supplementary

میڈم اسپیکر: انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 274 دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: سوال نمبر 274۔

میر سرفراز احمد بکٹی (وزیر داخلہ و قبلی امور و جیل خانہ جات): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆ 274 انجینئر زمرک خان اچنزی: 20 اکتوبر 2015 کو نوٹ موصول ہوا۔

7 اپریل 2015 جولائی اور 21 ستمبر 2016 کو موخر شدہ

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں تعینات بلوچستان کا نشیلری کے پلاٹوں کی کل تعداد کتنی ہے۔ اور ایک پلاٹوں کل کتنے سپاہیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ نیز سال 2015-2016 کے دوران بلوچستان ہاؤس میں ڈیوٹی سرانجام دینے والے آفیسروں و سپاہیوں کی کل تعداد اور انہیں فراہم کردہ رہائشی سہولیات کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر داخلہ:

بمطابق کمائڈنٹ بلوچستان کا نشیلری کوئٹہ، بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں تعینات بلوچستان کا نشیلری کی کل MT کے علاوہ 3 پلاٹوں تعینات ہیں جبکہ ایک پلاٹوں 30 سے 32 سپاہیوں پر مشتمل ہوتی ہے سال 2015-2016 کے دوران بلوچستان ہاؤس اسلام آباد میں ڈیوٹی سرانجام دینے والے آفیسران و سپاہیوں کی تعداد اور انہیں فراہم کردہ رہائشی سہولیات کی تفصیل ذیل ہے:

(الف) ملازمین کی تعداد:

ٹوٹل	CIV	C	HC	ASI	SI	IP	پلاٹوں
34	1	21	7	3	1	1	202
36	2	19	6	7	2	-	203
35	2	22	6	4	1	-	204
3	-	2	-	-	-	-	MT
108	5	64	20	14	4	1	ٹوٹل

(ب) رہائشی رد گیر سہولیات:

1- ٹینٹ 4 عدد 2- رہائشی پرس Nil

3- رہائشی کیرج / ہال 1 عدد 4- چھوٹا کمرہ برائے آفیسرز 1 عدد

5- گیس، بجلی، پانی، واش روم، با تھروم کی سہولیات میسر ہیں نیز ملازمین کی رہائش کے لئے پرس زر تعمیر ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: کوئی نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: 0k، وفقہ سوالات ختم۔ ایک منٹ رخصت کی درخواستیں۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب ظہور احمد (سیکرٹری اسمبلی): جناب عبداللہ بابت صاحب نے فون پر اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے کے باعث آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے، لہذا ان کی رخصت منظور کی جائے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب رحمت صالح بلوچ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف پنجگور میں ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب طاہر محمود نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور ہونے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظوری ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عبدالکریم نوшیر وانی نے فون پر اطلاع دی ہے کہ موصوف کراچی میں ہونے کی بنا آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظوری ہوئی۔ جی عبدالجید اچھزی صاحب۔

جناب عبدالجید خان اچھزی: میڈم! students کے بارے میں جو بات ہم کر رہے تھے، ابھی یہ کمال ہے کہ انکو relief دینا اُنکے exam کی شیڈول کرنے کے بجائے پولیس ان کو تھانے لے گئی ہے۔ یعنی ہم ادھر نما کندے بیٹھے ہوئے ہیں اس مسئلہ پر بول رہے ہیں اور پولیس نے اس کو arrest کر کے تھانے لے گئے ہیں۔

میڈم اسپیکر: نواب صاحب! یہ ایک point کے آنے سے پہلے۔ اچھزی صاحب ایک منٹ! آپ کے آنے سے پہلے discuss ہوئی ہمارے students جو 7 تاریخ میں بھی ہماری discussion ہوئی تھی اس پر کہ یہ ہمارے exams جو پیک سروس کمیشن کے اور MA کے آپس میں clash کر رہے ہیں تو اس پر ہمارا بھی فیصلہ ہوا تھا آپ کی یقین دہانی پر کہ وہ 15 دسمبر تک سے آگے کر دیئے جائیں گے۔ اپوزیشن کی طرف سے بھی بھی تھا مولانا واسع کی طرف سے بھی اور باقی ممبرز کی طرف سے بھی اب وہ students باہر کھڑے ہیں ہم نے اپنی directions بھی بھیج دے تھیں پیک سروس کمیشن کو لیکن ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا۔ زیارت وال صاحب نے بھی یقین دہانی کرائی تھی تو اس پر اگر آپ۔ جی جعفر مندو خیل صاحب۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: یہ گیٹ بند کیا تھا CM آرہا تھا تو پہلے ہم کو آپ کے اسٹاف نے بتایا کہ انکو request

کریں کہ گیٹ تو کھولیں CM آ رہا ہے، انکو دروازہ بند کیا ہے اسی وجہ سے اٹھالیا ہوگا۔ ایسے نہیں کہ مظاہرہ پر نہیں اٹھایا ہوگا
گیٹ بند کر دیا تھا میرا بپا اندازہ یہ ہے۔ He will know better.

جناب عبدالجید خان اچکزئی: آپ میرے لئے محترم ہیں۔ students نے مجھے پرچی بھیجی ہے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: مجھے آپ کی PSO نے بتایا ہے آپ کے اساف آفیسر نے بتایا ہے کہ گیٹ پر کھڑے ہیں
خدا کے لئے کوئی بھیج دیں تاکہ وہ دروازہ کھول دے۔ شاید میں کہہ رہا ہوں اور آپ بہتر جانتی ہوں گی۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی۔

اخنیس زمرک خان اچکزئی: وہاں بالکل گیٹ سے تقریباً بہت فاصلے پر کھڑے تھے میں وہاں اُنکے ساتھ اُترا گا ڈری سے
اور بات کی اور اُن سے میں نے کہا تھوڑا اور بھی پچھے جائیں، ہی ایم صاحب آر ہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے ہم پچھے
جاتے ہیں۔ وہ اتنے تھے بھی نہیں ساٹھ سوڑ کے تھے۔ اور انکا مطالبہ ہے kindly آپ اس فلور پر کریں کہ یا کرنے دو یا
postpone ایک کروادو، ہم تین سیشن میں یہی request کر رہے ہیں کہ اُنکے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تو کچھ کرو لو۔ یا
آپ کہتے ہیں دونوں دیدو یا نہ دے دو۔ کچھ فیصلہ تو ہونے دو کیونکہ وہ لڑکے باہر کھڑے ہیں تو ضرور کچھ انہوں نے کیا ہوگا
زندہ باد مردہ باد کہا ہوگا اسی لئے اپنے حق میں۔ آپ کیوں decision نہیں دے سکتے؟ آپ کیوں decision دے دو منظر صاحب
کو کہہ دو آپ دے دو آگے مانتے ہیں نہیں مانتے وہ اور بات ہے۔

قائد اپوان: decision والی بات نہیں ہے ہم اپنے اچھے decision لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے، اتنے
ہم کمزور لوگ نہیں ہیں کہ ہم decision نہ لے سکیں۔ آپ کو بتانا چاہتا ہم بہت زیادہ
اچھے decision لے رہے ہیں لیکن ہمارے دوستوں کے درمیان اُس کی وجہ سے میں coordination نہیں ہوئی،
اسیکلی کے بعد آپ آ جائیں، پارلیمانی لیڈرز آ جائیں چیمبر میں بیٹھ جاتے ہیں وہاں ایک decision لے لیتے ہیں اُس پر وہ
کر لیتے ہیں۔ اور اب یہ بالکل آپ نے سوچنا کہ ہم decision نہیں لے سکتے۔

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب! You are on point of order!

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر منصوبہ بنندی و ترقیات): میڈم اسپیکر! پچھلی دفعہ یہ آفیشل گیلری خالی تھی ہم اس پر مجبور
ہوئے ہاوس والے کے privilege motion move کریں سیکرٹریز کے خلاف کیونکہ وہ وزیر اعلیٰ جب نہیں ہوتے
ہیں، تو یہ لوگ نہیں آتے ہیں۔ آج وہ بیچارے آر ہے ہیں وزیر اعلیٰ بھی ہے چار سیٹیں خالی پڑی ہیں۔ تو سیکرٹری یا کوئی آفیشل
آ جاتا ہے اسکو واپس کیا جاتا ہے، یہ چار سیٹیوں کی کیا اہمیت ہے؟ دو پروہ سیٹیں لگی ہوئی ہیں یا اسیکلی ہے دو خالی ہیں، یہ کس کیلئے
ہے؟ اور کن کیلئے ہے؟

میڈم اسپیکر: سیکرٹری صاحب! میرے خیال میں چیف سیکرٹری صاحب کے اور انکے لئے انتظار ہے کہ وہ آجائیں وہ کورٹ میں پیش ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: محترمہ! چار سینیٹس خالی ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی آئی جی صاحب کی اور انکے

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: ٹھیک ہے اگر وہ آجائیں پھر وہ خالی ہو جائے گا۔

میڈم اسپیکر: پھر ہم انہیں کہاں بٹھائیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: FC اور فوجی یہ حکمتیں کرتے ہیں۔ اُس پر بندہ بیٹھادیتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی میں اس کو دیکھ لوں گی۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جب وہ آجائیں گے تو یہ بھی respectable لوگ ہیں لیکن اچھا نہیں لگ رہا ہے انکو واپس کیا جاتا ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی شاہدہ رووف صاحبہ! You are on point of order.

محترمہ شاہدہ رووف: اسپیکر صاحب! اور الائی ریزیڈنسیشن کالج کی بات ہو رہی ہے اُنکے ٹیچرز کے حقوق کی بات ہو رہی ہے تو ایجوکیشن سے related معاملہ اور میں چاہوں گی کہ عبدالرحیم زیارت وال صاحب! ذرا سامنوجہ ہو جائیں۔ اس point کو میں کافی عرصے سے اسمبلی فلور پر لانا چاہ رہی تھی لیکن میں چاہ رہی تھی کہ میں اپنے طور پر اس کی تحقیقات proper طریقے سے کروں تاکہ Floor of the House سے اب میں کوئی بات بولوں تو وہ contradict نہ کریں جو reality کے ہے۔ ہو یہ رہا ہے آپ سب کے کنالج میں ہو گا کہ اور الائی ریزیڈنسیشن کالج نے nodoubt بہت اچھا کالج ہے لیکن اُس نے پچھلے 10،18 سال سے یہ ریت قائم کی ہوئی ہے کہ ہمارے بلوچستان میں جب میٹرک کا جب result out ہوتا ہے تو پہلی 10 سے 20 پوزیشنز جو ہوتی ہیں وہ اور الائی ریزیڈنسیشن کالج یافتہ ہے اُس کے بعد جو ہمارے پورے بلوچستان کی even کوئینہ سے بھی کوئی بچی بھی اُن پوزیشنز پر پوری نہیں آتی اُس کے بعد میں نے جب FSc کا اٹھا کے دیکھا اگلے سالوں کی تو بچیاں پوزیشنز لے رہی ہوتی ہیں۔ تو میں اس ہاؤس کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں کیونکہ میرے اپنے سُننے اور اپنی investigation کے through link یہ باتیں سامنے آتی ہیں کہ اور الائی ریزیڈنسیشن کالج کے ٹیچرز کا کافی حد تک competent ہیں، no-doubt جاسکتی ہیں جب وہ میڈیکل میں اور انجینئرنگ میں پوزیشن لے لیتی ہیں اور وہاں اُنکے ایڈمیشنز ہو جاتے ہیں تو مجھے یہاں یہ

نا انصافی بہت کھلتی ہے کہ میٹرک میں اُنکے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہے۔ اور میٹرک یہ marks لئے ضروری ہیں کہ آگے جب بھی انہوں نے professional sides پر جانا ہے تو وہ ضرور count ہوتے ہیں تو kindly سی ایم صاحب! بھی بیٹھے ہوئے ہیں آپ ایک بہت respectable ہیں عبدالرحیم زیارت وال صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں kindly اس چیز کو check کیا جائے اور یہ واقعی ہی on the record باش ہے کہ دل، پدرہ سالوں سے انہوں نے یہ trend develop کیا ہوا ہے اور ہمارے بلوچستان کی بچیوں کو انہوں نے بالکل sideline کیا ہوا ہے۔ تو اسکو ضرور check کیا جائے اور جو ما فی اس کے پیچھے سرگرم ہے اُس کو kindly ضرور سامنے لیکر لایا جائے۔ آپ سے میری request ہے کہ آپ اس issue کو please باقی issues کی طرح under the carpet مٹ ہونے دیجئے گا۔ جب تک آپ اس کو کمیٹی کو سپرد کرتی ہیں سی ایم صاحب direct اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں ہمارے ایجوکیشن منسٹر اس کا نوٹس لیتے ہیں لیکن اس کو کمیٹی کو سپرد کرتی ہیں سی ایم صاحب tackle issue کو for God sake کرنا ہے، ہم نے اپنی بچیوں کے ساتھ جو نا انصافی ہو رہی ہے اُس کو نہیں ہونے دینا ہے۔ بہت شکریہ۔

میدم اپسیکر: شکریہ۔ جی زیارت وال صاحب!

جناب عبدالرحیم زیارت وال ایڈو وکیٹ (وزیر تعلیم): شکریہ میدم اپسیکر! میرے محترم رکن اسمبلی نے point of order پر جو نکتہ اٹھایا ہے دراصل BRC لوار الائی کی تعلیم یا اسکی کارکردگی ہے اسے میدم نے کنجوسی سے کام لے لیا ہے، وہ اُنکو اسکی تائید کرنی چاہیے اور اچھا کالج ہے ہمارا۔ اور نتیجے میں ہر سال 20 top 28 میں اس مرتبہ بھی اُسی کالج کے پچھے تھے اور 80 بچوں نے exam دیا تھا اور 78 نے A+ لیا تھا A+ marks کے معنی ہے کہ 80+ marks جو کہ ایک اچھی وہ ہے اور اکثر اُس میں کم از کم 990 نک گئے تھے یعنی 90% انہوں نے لئے تھے۔ دوسری بات جو انہوں نے نشاندہی کی ہے یہ اچھی نشاندہی ہے اور جب نتیجہ نکالمیں نتیجے میں وہاں بیٹھا تھا میں نے پھر وہاں اعلانات بھی کئے اور رات کو ٹیلیفون آنے شروع ہو گئے اور وہ بچیاں تھیں ہمارے صوبے کی، انہوں نے کہا آپ ہمیں ریزیڈنسیل کالج گرذبان کے دیں، ہم پھر اڑکوں کے ساتھ دیکھیں گے کہ وہ ہم سے زیادہ نمبر کیسے لیجاتے ہیں۔ تو یہ آپ کا جو مطالبہ ہے یا اس طریقے سے صوبے میں ہمارے پاس بچیوں کی یا ڈرکیوں کی ریزیڈنسیل سکول اور کالج اب تک نہیں ہے۔ اس پر ہم سوچیں گے، آنے والا جو ہمارا بجٹ ہو گا کہ کہاں کہاں پر کس طریقے سے رکھ سکتے ہیں۔ اچھی تجویز ہے اُنکی۔ لیکن جنہوں نے کیا ہے یہ اجارہ داری نہیں ہے، یہ محنت ہے اور اُس محنت کے نتیجے میں جو کچھ وہ حاصل کر رہے ہیں، ہمیں اُنکو داد دینی چاہیے۔ اور ایک اچھا ادارہ ہے، پورے صوبے میں، ہم اُنکے پچھے کو صرف یہ نہیں جہاں جاتے ہیں وہ اڑکے وہاں بھی وہ ایسے پوزیشن ہو لڈر بن جاتے ہیں۔ تو it means وہ پڑھاتے ہیں، انہائی محنت کرتے ہیں، اُس پر میں منسٹر کی حیثیت سے اُنکو داد دیتا ہوں اور ہم نے اُس

کے لئے انعامات کا بھی اعلان کیا تھا اور نتیجہ یہ انکا ہے۔ تو اس نبیاد پر دوڑ کے ایسے ہیں جو A+ میں ہیں اور 78+ A ہیں، دو صرف 80 ہیں، A means 70 سے زیادہ نمبر زجن کے ہوتے ہیں وہ A میں ہے اور A+ mean 80 سے above ہیں۔ تو یہ اچھا نتیجہ ہے جو انہوں نے دیا ہے اسکو دادی نیچے چاہیے اور ریز یڈنسل کالج اور سکول کے بارے میں مزید ہم اگر قائم کریں گے خصوصاً گرزر کے لئے تو وہ دوستوں کی جانب سے cabinet کی جانب سے جو بھی تجویز آئیگی وہاں انشاء اللہ و تعالیٰ ہم بنائے دیں گے۔ Thank you

محترمہ شاہدہ رووف: میں معزز رکن کے لئے کہہ دوں کہ لڑکیوں کی ریز یڈنسل کالج کی یہاں پر بات ہی نہیں کی گئی ہے۔ ہماری بچیاں اتنی competent ہیں کہ وہ گھروں میں رہ کے انہوں نے XX نہیں کرنی۔ وہ گھروں میں رہتی ہیں اور وہ بہت اچھا پڑھتی ہیں۔

میڈم اسپیکر: غیر پارلیمانی الفاظ حذف کر دیں۔

محترمہ شاہدہ رووف: بچیوں کی ریز یڈنسل کالج وغیرہ کی میں بات نہیں کر رہی میں آپ کی توجہ جس طرح دلوانا چاہتی ہوں، دیکھیں یہ جو ریز یڈنسل کالج کا concept ہے ناں یہ لڑکوں کیلئے ہوتا ہے کیونکہ انکو قابو کرنا مشکل ہوتا ہے انہوں نے پھرنا ہوتا ہے، لڑکیاں اپنے گھروں میں ہیں مال باپ کے سامنے وہ پڑھ رہی ہیں اور آپ دیکھیں پورے پاکستان میں ہمیشہ سے یہ ہوتا آیا ہے اور یہ بہت اچھی چیز ہے کہ بچیاں اس لئے ہمیشہ top positions لے کر جاتی ہیں کہ وہ گھروں میں میٹھ کر کے بھی محنت کر رہی ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ صرف یہاں لورالائی ریز یڈنسل کالج کے بچوں کو ہی، آپ میرے point کو سمجھ نہیں رہے ہیں انکا مافیا بورڈ کے ساتھ ملا ہوا ہے، میں یہ نہیں کہتی کہ وہ محنت نہیں کر رارہے ہیں۔ وہ کر رارہے ہیں لیکن عبدالرحیم زیارت وال صاحب! آپ یہ deny نہیں کر سکتے کہ انکی caliber کی بچیاں ہمارے صوبے میں نہیں ہیں۔ آپ مجھے فلور پر کہہ دیں کہ آپ کے بلوچستان میں کوئی بچی بھی اتنی competent ہے جو لورالائی کی کسی بچی اُس کے برابر نہ آتی ہو۔ بھی ہیں، بات یہ ہے کہ stamp لگ جکی ہے آپ مان لیں اس بات کو کہ بیشک محنت ہے agree امیں یہاں تک آپ سے agree کرتی ہوں لیکن کیا باقی سکولز محنت نہیں کرار ہے؟ آپ سکولز کو بھی چھوڑ دیں۔ میں یہ کہتی ہوں میرے یا آپ کے بچے اگر محنت کر کے اُسی point پر کھڑے ہوئے ہیں لیکن ان پر صرف یہ label الگا ہوا ہے کہ وہ لورالائی ریز یڈنسل کالج سے نہیں نکلے تو کیا ہم اُس کو marks کریں گے؟ اور اگر یہی بات ہے تو FSc میں پھر بچیاں کہا سے آجائی ہیں؟ FSc میں وہ کیسے پوزیشن ہو لڈر بن جاتی ہیں؟

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے آپ کا point آگیا۔

☆ بحکم میڈم اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ xx کارروائی سے حذف کردیتے گئے۔

محترمہ شاہدہ روڈ: میں یہ چاہتی ہوں کہ اس کو یہاں پر ایسے ختم نہ کیا جائے خُدا را جو چیز میں کہنا چاہ رہی ہوں اُس کو onboard لیا جائے اور اُس کی تحقیقات کرائی جائے اور یہ پڑتے کیا جائے کہ اس کے پچھے یہ کیا چل رہا ہے؟

جناب نصر اللہ خان زیری: میڈم اپسیکر! مجھے کہنا پڑ رہا ہے کہ محترمہ جو کہہ رہی ہیں کسی خاص کالج کی طرف انکا اشارہ ہے یا رینڈیٹ نشل کالج لورالائی کی طرف۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں یقیناً وہاں پچھے پڑتے ہیں، جس طرح انہوں نے کہا کہ کالج کا اور بورڈ آف امنٹریٹ کا وہاں گھٹ جوڑ ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک سراسرا الزام ہے۔ اور اس کو میرے خیال سے اس طرح نہیں کرنا چاہیے، کم از کم ایجوکشن ڈیپارٹمنٹ اور ان BRCs سے میرا خود بھی واسطہ رہا ہے۔ تو ایسی بات کسی کالج کے اوپر کسی کے اوپر اتنا داغ ڈالنایہ میں سمجھتا ہوں اچھی بات نہیں ہے۔

میڈم اپسیکر: جی زیارتوال صاحب۔

وزیر تعلیم: میڈم اپسیکر! میں پہلے بھی محترمہ سے یہ عرض کر چکا ہوں کہ یہ جو ہمارا کالج ہے اُس کی جو reputation ہے، اس کو خُدا را! ایک اچھے ادارے کو appreciation ملنی چاہیے۔ نواب صاحب کے پاس آئے ہیں یہ ایک سال کا نہیں ہے یہ 8 سال کا نتیجہ جس طریقے سے آیا ہے، اس سال کے نتیجے میں top 20 میں ہمارے کیئٹ کالج کے بھی تین پچھے آئے ہیں۔ کیا ہم کیئٹ والوں سے یہ کہہ دیں کہ آپ نے پڑھایا نہیں ہے آپ ما فیا بن گئے ہیں؟ اور بورڈ کا جو exam ہے، جو exam لیا جا رہا ہے یا جس طریقے سے ہے اس کے معنی یہ ہے کہ ہم اپنی چیزوں پر عدم اعتماد کر رہے ہیں تو اگر کر رہے ہیں ایسی کوئی چیز ہے تو ثبوت کے ساتھ ایوان ہے صوبے کا، ثبوت کے ساتھ چیزیں لائی جائیں۔ تیسری بات ثبوت کے ساتھ اگر لائیں گے تو well and good ہم اُس کو دیکھ لیں گے جو بھی ہے۔

میڈم اپسیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر تعلیم: لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں میڈم! سے یہ میری گزارش یہ ہے کہ اس مرتبہ جو نتیجہ نکلا تھا میٹرک کا، پہ نہیں انہوں نے ان کوچھ طریقہ سے پڑھایا نہیں پڑھا؟ ہمارا لڑکوں کا جو نتیجہ تھا، لڑکے ہیں، وہ تقریباً 58 اور بچیاں تھیں اُس میں فرست ڈویژن میں یا پاس ہونے میں ان کی تعداد تقریباً 65، دونوں کو ملا کے sixty two something نکلا تھا۔ تو it means میں یہ تسلیم کرتا ہوں اور ہر جگہ بیان بھی کرتا ہوں کہ ہماری بچیاں ہمارے بچوں سے زیادہ محنت کرتی ہیں، یہ تعلیم ہے۔ اب وہ کالج اُنکے ہیں یا اُس طریقے سے اُنکو وہ سہولیات نہیں ہیں، یہ بھی تعلیم کرتا ہوں، میں نے تعلیم کیا ہے ہر کہیں پر میں اپنی speech میں بھی کہتا ہوں کہ ہماری پچیاں ہمارے بچوں سے زیادہ محنت کرتی ہیں زیادہ disciplined ہیں ہمارے سکولوں سے۔ اس میں کوئی شک ہی نہیں ہے لیکن یہ کہ بورڈ کو مورد الزام ٹھہرانا اور اُس سکول کو جو محنت کر رہے ہیں boys کے سکولوں سے۔

یا انکو disheartened کرنے کے زمرے میں آتی ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے زیارت وال صاحب!

وزیر تعلیم: جو کہ نہیں کرنا چاہیے۔ میرا چینخ ہے۔ جس ادارے میں میڈم جانا چاہتی ہے جتنے بھی کیڈٹ سکولز ہیں، ہمارے کیڈٹ کالج ہیں یا BRCs کے ہیں اور لورالائی کے بھی ہے میں چلیخ کرتا ہوں کہ وہاں جائیں جس کو بھی بھاتے ہیں جہاں سے بھاتے ہیں جو بھی test لیتے ہیں اگر وہ پیچھے رہے ہیں بالکل میں وہ ہوں گا۔ لیکن یہ کہ ایک اچھے ادارے کو صرف اس بنیاد پر کہ مافیا بن گیا ہے never۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے Ok

وزیر تعلیم: اُس کا پرنسپل اغريب مارا گیا دوسرا پرنسپل آیا ہے، جائیں جس کو بھی یا اسمبلی ہے، اسمبلی کے اندر سے کمیٹی بنائیں۔ تمام BRCs میں جائیں کیڈٹ کالج میں جائیں اور دیکھ لیں کہ کس طریقے سے ہیں۔ جہاں محنت ہے جہاں decipline ہے جہاں اچھی کارکردگی ہے اُسکو اس بنیاد پر reject نہ کیا جائے کہ مجھے ناپسند ہے اور میں منسٹر کی حیثیت سے لوگ آتے ہیں کہ میرے پچے کو داخلہ دلادیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نہیں میرٹ پر ہو گا۔ کیڈٹ میں اسی طریقے سے ہے وہ کہتے ہیں کہ میرٹ پر ہم لے رہے ہیں۔ BRCs جتنے بھی آپکے ہیں کسی کی سفارش پر ایک پچے کو بھی داخلہ نہیں ملتا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر تعلیم: میرٹ پر تو اس سے مزید جو اچھی چیزیں ہیں اُس کو مزید strengthen کرنا چاہیے اور جو خرابیاں ہیں اُس میں باقاعدہ تنقید ہو اُس میں وہ کوئی نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: میرے خیال میں آپ لوگ اسمبلی کی کارروائی آگے بڑھنے دیں۔ 5 قرارداد میں ہیں آپ لوگ point of order پر بار بار کھڑے ہو رہے ہیں۔ جی ڈاکٹر صاحب۔ سردار صاحب! میں آپ کو time دیتی ہوں۔

ڈاکٹر حامد خان اچنڈی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): میں آپ کے دو منٹ لوں گا۔ میڈم اسپیکر! بڑی مہربانی آپ نے بولنے کا موقع دیا۔ یہ صوبائی اسمبلی ہے پورے صوبے کی نمائندگی ہے، اس کے تقدس کا خیال رکھا جائے معزز ممبر کامیں احترام کرتا ہوں، اگر انکو ایسے شکوہ اور شبہات ہیں ججاءے اس کے کسی اچھے ادارے کو زیر بحث لا کے اُس کو مافیا کا نام دیکر بدnam کیا جائے، اس سے ناقابل تلافی نقصان ہو گا۔ ہم ان سے request کریں گے کہ اگر انکو کوئی بات کا پتہ چلا ہے یا کوئی ثبوت ہے تو وزیر تعلیم کے پاس دفتر جائیں، ڈائریکٹر کے پاس جائیں، سیکرٹری کے پاس جائیں اُنکو یہ facts بتا دیں کہ یہ معاملہ ہو رہا ہے یا اسمبلی میں یا بالکل انوکھی ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب! اس پر آپ کا پوائنٹ آگیا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: یہ منفرد واقعہ ہے کہ ایک اچھے خاصے یعنی educational institution ایجکیشن انسٹیٹیوٹ کو اس طرح بدنام کیا جائے یہ پر لیں میں جائیگا یہ سارے جہان میں جائیگا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: تو ہم تمام ممبران سے request کرتے ہیں کہ اس قسم کے اُس سے اجتناب کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: جی۔ سردار صاحب please۔ میں آپ کو اس قرارداد کے بعد time دوں گی۔ اسی کے لئے؟ اسی پر بات کر رہے ہیں؟

سردار عبدالرحمٰن کھیتر ان: نہیں چھوٹا سا مسئلہ ہے میں سی ایم صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی سردار صاحب آپ بولیں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتر ان: شکر یہ میڈم اسپیکر! سی ایم صاحب آپ کی توجہ میں ایک بریلینگ نیوز کی طرف لانا چاہ رہا ہوں۔ آپ دیکھیں تو صحیح۔ سی ایم صاحب! آپ مجھے سن رہے ہیں؟ آج میں آپ کو اپنے علاقے کی بریلینگ نیوز دے رہا ہوں۔ اللہ کے کرم سے، کرم تو اُسکا ہے کہ میرے ڈسٹرکٹ بارکھان، کھیتر انوں میں ایک X نازل ہوئی ہے کہ وہاں پچھلے ڈھائی سال سے لیکر جو منشہ ہیلتھ آرہا ہے اس کے دور میں کسی کو زکام بھی نہیں ہوگا، یہ گارنٹی دی گئی ہے X نے۔ ہاں X آئی ہے۔ تو میں نے کہا آپ کو بریلینگ نیوز دے دوں۔ X کسی کو بھی، الہام X۔ آپ کو X کا پتہ نہیں ہے آپ چھوڑیں میں آپ سے پھر اس پر بحث کروں گا آپ مجھے سنیں۔ چلو الہام ہوا ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) ڈاکٹر صاحب! آپ ہم کو تو بولنے دیں خدا کا واسطہ ہے۔ تو سی ایم صاحب پہلے بھی میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ میرے ڈسٹرکٹ کے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں ہیلتھ کے بارے میں کیونکہ الہام ہو گیا چلو X نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: X لفظ کو حذف کر دیا جائے۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتر ان: رحمت بلوج کے دور میں وہاں کوئی بڑی بیماری تو دور کی بات ہے زکام بھی کسی کو نہیں ہوگا۔ آج کے اخبار میں ایک خبر چلی ہے بلکہ ایک ad آیا ہوا ہے میں آپ کے گوش نزار کرتا ہوں اور آپ پر چھوڑتا ہوں کہ آپ سے مجھے انصاف چاہیے پہلے تو مجھے انصاف نہیں ملنا نہ ایجکیشن میں ملنا ہیلتھ میں، اگر آپ اجازت دیں گے تو میں آپ کو پڑھ کر سُنتا ہوں، جی اخبار میں آپ کی خدمت میں بھوارہا ہوں۔ میڈم اسپیکر! سی ایم صاحب کی توجہ ہے کہ آج آپ application invited LHV کے لئے مرکزی حکومت، آپ کی حکومت آپ کے بڑے لیڈروں کی حکومت نے جو لیڈی ہیلتھ ورکرز تھیں انکو مستقل

☆ بحکم میڈم اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ X کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

کیا پہلے stipend تھا معمولی سا 1000, 500, 1800 پھر 6000، اس وقت وہ 18 سے 22 ہزار روپے تک تھا اُٹھا رہے ہیں۔ پہلا تو ظلم ہمارے اس سے پچھلے دور میں عوامی والے تھے ان فرشتوں نے 5,5 ہزار روپے میں لے گئیں پنجگور میں، اب دوسرا یہ غیر عوامی اُنکی حالت دیکھے۔ سی ایم صاحب! انہوں نے LHWs اور سپروائزر کی پوشیں advertised کئے ہیں۔ گواہ کیلئے 20 پوشیں ہیں جناب سی ایم صاحب! کچھ کیلئے 30 پوشیں ہیں، خندار آپ کا جو آپ CM ہیں، پتہ نہیں پنجگور بڑا ہے یا خندار مجھے نہیں پتا ہے حاجی اسلام کو پتا ہو گا۔ اچھا خندار سے بڑا ہے، یہ نوٹ کر لیں، آپ کا خندار چھوٹا ہو گیا۔ خندار کو 50 پوشیں دیئے ہیں نئی پوشیں دے رہے ہیں LHWs کی اور ایک ایک سپروائزر آپ کو دے رہے ہیں۔ جی قلعہ عبداللہ جو ہمارے ڈاکٹر صاحب کا ہے اُسکو 40 پوشیں دی ہیں اور ایک سپروائزر دیا ہے۔ وہ بھی پنجگور سے چھوٹا ہے۔ جی نہیں پنجگور سے چھوٹا۔ اچھا میں آپ کو 9 ڈسٹرکٹ آئے ہوئے ہیں سی ایم صاحب! آگے قلعہ سیف اللہ ہمارے حضرت کا اور ہمارے نواب صاحب کا اُسکو بھی 40 پوشیں دی ہیں، اور الائی بیچارہ اتنا سا ہے پنجگور کے مقابلے میں نہ ڈکی ہے نہ یہ ہے اُس کو 20 پوشیں دی ہیں، مستونگ بیچارے کو گیلا جان کے 20، اور پنجگور بہت بڑا ہے نواب صاحب! اُس کو 300 پوشیں دی ہیں۔ آپ کو ایک سپروائزر ملا ہے جو FA پاس ہوتا ہے۔ نواب صاحب! آپ کو ایک سپروائزر ملا ہے۔ اُس کو 15 سپروائزر ملے ہیں۔ 300 لیڈی ہیلٹھ و رکر ز پنجگور چلی گئیں۔ اچھا اُس کے بعد واشک، ہمارے مجیب صاحب، جو پاکستان کی تاریخ میں میرا خیال ہے، وہ ایران سے لیکر وہ یوں کریں، وہ یوں کریں، یوں کریں ناں وہ اُس کا رقبہ پورا نہیں ہوتا ہے آپ کو 20 پوشیں اور ایک سپروائزر دیا ہے، واشک کو۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب آپ point of order پر اتنی بھی بات نہیں کر سکتے please
سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر یہ میرا ہم مسئلہ ہے۔

میڈم اسپیکر: آپ وہاں بھجوادیں نواب صاحب کو please تاکہ وہ اُس کو دیکھ لیں۔
سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! اتنی تھی نہیں کریں پہلے ہمارے گلے بیٹھ گئے ہیں صحیتیں بیٹھ گئیں۔

میڈم اسپیکر: اللہ آپ دوبارہ کو صحت دے۔
سردار عبدالرحمن کھیتران: اب 9 ڈسٹرکٹ کو اس نے بذریعہ بانت کی ہے اور باقی آپ دیکھیں 23 ڈسٹرکٹ، اُن کو وہ بولتے ہیں پنجابی میں کہ "کچھ بھی نہیں دتا" اُنکو کچھ بھی نہیں دتا" باقی ڈسٹرکٹوں کو آپ کو تھوڑا سا ایک وغڈ میں ملا ہے آغا صاحب! مجھے بات مکمل کرنے دیں، یہ ظلم کل سی ایم صاحب کل ایم بولینسرا آئیں اس نے بانت دیں ہمارے ڈسٹرکٹ کو ایک ایم بولینس نہیں دی، آپ نے مہربانی کی سمری آپ کے پاس آئی آپ مجھے ایم بولینس دے رہے ہیں۔ میری ڈیڑھ لاکھ کی آبادی ہے ایک ڈاکٹر نہیں ہے۔ اور پوسٹوں کی یہ حالت ہے کچھ کو 99، 99 چڑھا اسی دیئے گئے ہیں، 99 ایجوکیشن کے چڑھا اسی

اور وہاں تعلیم بھی ختم ہے میرے ڈسٹرکٹ کے سارے الیگ ہیں، BA الیگ ہیں، اور ہیئتھ کے بھی، میں آپ کے گوش گزار کر کے آپ پر چھوڑتا ہوں، اس وقت میرا رونا دھونا آپ کی حد تک ہے ابھی آگے آپ جانیں آپ کا انصاف جانے thank you very much

میدم اپسیکر: میں ابھی کوئی point of order نہیں لوگی ابھی ہم آرہے ہیں اگر نواب صاحب اس پر کوئی بات کرنا چاہیں تو ٹھیک ہے۔ ابھی ہماری اس کے بعد میں یہ قرارداد ہو جائے میں آپ لوگوں کو، سب کو موقع دوں لیکن اس وقت ہمیں دیکھیں point of order ہم ایک طریقے کاربنالیں ہم اس کے بعد آپ کو موقع دوں لیکن اس وقت ہمیں کارروائی کو چلانے دیں پلیز۔ آغا صاحب پلیز تشریف رکھیں میں آپ کو اس قرارداد کے بعد موقع دوں لیکن اس وقت ہمیں کارروائی کو چلانے دیں پلیز۔ ایک دفعہ آپ تشریف رکھیں آغا صاحب! پلیز میں اس کے بعد آپ کو موقع دوں لیکن ہمیشہ آپ کو دیا ہے کبھی ایسا نہیں کیا کہ نہیں دیا ہے۔ جناب عبدالجید خان اچکزی صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 113 پیش کریں۔ اسلام صاحب میں ابھی آپ کو اس قرارداد کے بعد آپ کو بھی آغا صاحب کو بھی۔ میں ابھی آپ کو اس کے بعد موقع دوں لیکن پلیز۔ جی مجید اچکزی صاحب۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: نہیں میدم اپسیکر! بات تو صحیح چل رہی ہے قرارداد اپنی جگہ۔

میدم اپسیکر: آپ پلیز، آپ اپنی قرارداد پڑھیں۔

جناب عبدالجید اچکزی: صحیح ہے۔ قرارداد نمبر 113۔ ہرگاہ کہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ملک میں قائم اینٹی نارکوٹکس فورس کا نشیات کی روک تھام، نشیات کی بڑھتی ہوئی سمگانگ اور عام استعمال کی وجہ سے معاشرے کے بیشتر نوجوان طبقہ اس ناسور میں بنتا ہے۔ جس کے باعث نہ صرف انکا مستقبل انتہائی تاریک ہے بلکہ ان کی زندگی تباہی کے دہانے پہنچ چکی ہے جس کا تدارک لازمی ہے۔ لہذا یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ اینٹی نارکوٹکس فورس کی کارکردگی کو صوبے میں مؤثر بنانے کیلئے نشیات کی سمگانگ اور استعمال کیلئے روک تھام کو لینی بنائیں۔

میدم اپسیکر: قرارداد نمبر 113 پیش ہوئی۔ کیا محکم اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

جناب عبدالجید خان اچکزی: شکر یہ میدم اپسیکر! بات یہ ہے کہ میدم اپسیکر! یہ اینٹی نارکوٹکس فورس والے نشیات کو بڑھا رہے ہیں، پھیلارہے ہیں، اور منافع کمارہے ہیں۔ یہ ہمارے کوئی شہر میں جو عجیب نالے میں جو ہیر و کینی بیچارے پڑے ہوئے ہیں یہ بھی اپنا حصہ دیتے ہیں اور کمال یہ ہے کہ اس دن اخبار میں نے دیکھا، ہمارے سی ایم صاحب بھی گئے ہوئے اور بھی گئے ہوئے کہ اتنی ٹن حشیش کو نظر آتش کیا گیا۔ اور کمال یہ ہے کہ نشیات میں آج تک کوئی پکڑ انہیں جاتا ہے، اس کے اوپر کوئی کیس ہی نہیں ہوتا، ابھی یہ کام ہم نے ایسا لایا ہوا کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا کام ہے یہ فیڈرل subject ہے مگر وہ اس

میں ان سمجھروں کی وہ حمایت کرتے ہیں اُنکو support دینے ہیں اُنکی roots کو support دیتے ہیں اُنکو اگانے میں support دیتے ہیں۔ ہمارے علاقے میں ایٹھی نارکوٹکس فورس کا role کیا ہوتا ہے؟ جب افیون کاشت ہوتی ہے پھر نارکوٹکس فورس والے آتے ہیں چالیں، پچاس گاڑیاں ہوتی ہیں FC بھی اُنکے ساتھ ہوتی ہے وہ آکر کے علاقے میں ایک دو جگہ کو توزیر دیتے ہیں اُسکے بعد اُسی قلعے میں پھر لوگوں کو بلواتے ہیں کہ آپ نے اتنے رقبے پر کاشت کی ہے۔ لہذا آپ نے اتنے پیسے دینے ہیں۔ پھر یہ بات چیت چلتی ہے، پھر یہ ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں میری فصل کمزور ہے کہتا نہیں اُس سے زیادہ آمدن آئی۔ نارکوٹکس فورس اصل میں یہ کام کر رہی ہے۔ میڈم اسپیکر! اگر نارکوٹکس فورس صحیح معنی میں کام کرنا چاہتی ہے جو نہیں کر رہی ہے پچھلے 25 سالوں سے جو لعنت منشیات کا ڈیٹیٹر ضیاء نے اس ملک کو دیا ہے اُس کی ابھی معاونت ایٹھی نارکوٹکس فورس نے کی ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اگر وہ چاہیں یا ہماری گورنمنٹ چاہے یہ کاشت ہی نہ ہو، یہ پہنچ ہی نہ سکے؟ یہ ناممکن بات ہے۔ بالکل یہ کر سکتے ہیں میڈم اسپیکر! میری request یہ ہے کہ جو منشیات اُس دن ایٹھی نارکوٹکس فورس نے جلائی ہے، کتنی ٹن تھی؟ پتہ نہیں دوسوٹن، چارسوٹن، جوٹن تھی، میں بالکل اس چیز کی گواہی دیتا ہوں فلور پر کہ میرے حلقوے میں روزانہ دو ہزار تن چرس پکتی ہے فیکٹریاں موجود ہیں۔ اور فیکٹریاں کہاں ہیں؟ FC اور آرمی کے قلعے سے سو گزر کے فاصلے پر ہیں۔ فی کلو پر وہ نارکوٹکس والوں کو اپنا حصہ دیتے ہیں پکانے میں۔ یہ ملک ایسا چلتا ہے؟ واقعی کسی ملک میں یہ ہوا ہے کہ جہاں آپ کی دو ہزار کی نفری ہے اور اُنکے سامنے سو گزر آپ کو پچاس فیکٹریاں ملیں گی اور فی ایک کلو پر آپ کو حساب ملے گا۔ میڈم اسپیکر! یہ جلانا، یہ ایسے ہی ڈرامہ ہے کچھ بھی نہیں ہے، وہ خود کہہ دیتے ہیں کہ کچھ کچھ والا مال سپلائی کر دو، پھر یہ جدھر ضلع میں وہ دیتے ہیں، وہ سپلائی کر کے اُنکو دے دیتے ہیں۔ ابھی میڈم اسپیکر! اسکا آسان حل بھی ہے۔ یہ تو ہماری پرانشل گورنمنٹ خود بھی کر سکتی ہے۔ آخر ایک بندے کی زمین پر چرس یا افیون کاشت ہوئی ہے۔ اُس زمین کا کوئی مالک ہے؟ فرد ہے اُس زمین کا؟ آپ kindly یہ کر لیں، جو چرس کی فصلیں کھڑی ہیں۔ روینو کاری کا رہ ہے۔ یہ تو simply ڈپٹی کمشنز بھی کر سکتا ہے۔ یہ تو AC بھی کر سکتا ہے تحصیلدار بھی کر سکتا ہے یہ پٹواری بھی کر سکتا ہے۔ ڈپٹی کمشنز کہتے ہیں کہ جب ہم نارکوٹکس والوں کو میٹنگ کے لیے بلاستے ہیں ”کہ ہم نے کارروائی کرنی ہے“۔ وہ نہیں آتے ہیں ہمارے پاس آپ جس زمین پر جہاں افیون اور چرس وغیرہ کاشت ہوتی ہے، کیا اُسکے لیے قانون نہیں ہے کہ آپ اُسکے خلاف ایک FIR تو کاٹ لیں؟ یہ تو تحصیلدار، پٹواری، AC اور DC بھی کر سکتا ہے۔ مگر کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ China کے انقلاب کے بعد ماڈیٹنگ کو سب سے بڑا مسئلہ جو پر احترا، وہ افیون تھی، war against opium.

دینا یہ غلط بات ہے۔ یہ جو ہیلی کا پڑوں کو use کرتے ہیں جو فلاں کرتے ہیں جو فنڈر ملتے ہیں۔ یہ تو عام چیز ہے یہ تو ہم سنتے ہیں، ہم نے سنابھی ہے بہت سے لوگوں نے بھی کہا ہے کہ بڑے بڑے لوگ یہ جو کام کرتے ہیں انکو بلاستے ہیں، پھر وہ پسیسے جمع کر کے انکو دے دیتے ہیں پھر کچھ بھی نہیں ہوتا ہے۔ قرارداد میں لایا ہوں اسمبلی میں۔ میری خواہش تھی کہ اس پر بہت سے دستخط میں لے لوناً مگر میرا خیال تھا کہ لوگ مجھے دستخط نہیں دینگے اس قرارداد میں تو میں خود اپنے نام سے لایا ہوں۔ یہ مسئلہ ہمارے پورے معاشرے کا پورے صوبے کا ہے۔ میری یہ خواہش ہے کہ اس پر باقی ممبران بھی بولیں، اگر وہ بولنا چاہتے ہیں۔ مگر میرے خیال میں بولیں گے کوئی بھی نہیں، پتہ نہیں مسئلہ کیا ہے۔ آسان کام ہے ایک پٹواری، ایک تحصیلدار، ایک AC، ایک وہ اپنے تحصیل لیوں پر یہ معلوم کر سکتا ہے کہ یہ کس کی زمین پر یہ کاشت ہوتی ہے۔ ہر ضلع میں یہ system موجود ہے اگر کوئی کرنا چاہے۔ ورنہ ہمارے علاقے میں، اُس دن میں لوگوں سے پوچھ رہا تھا۔ ہمارے گاؤں میں ایک آدمی چرس پیتا تھا میں چھوٹا تھا گاؤں سے اُپر ایک چینا تھا ”باک صاحب کی زیارت“ اُس کو ہم کہتے ہیں آدھا گلو میٹر ہو گا۔ یہ چرس بھی وہ بندہ وہاں جا کر پیتا تھا شرم سے ادھر نہیں پیتا تھا۔ ابھی بچے گاؤں میں جہاں نماز پڑھی جاتی ہے مسجدوں کے پیچھے پیتے ہیں، بازاروں میں پیتے ہیں، افیون پیتے ہیں۔ مطلب ایک بہت بڑی لعنت ہمارے معاشرے میں گھسی ہوئی اُس کے لیے کوئی کچھ بھی نہیں کر رہا ہے۔ students کو مہیا ہو رہی ہے کیا حبیب نالے کے ساتھ گرائز کالج میں نہیں ہے، کیا گرائز کالج میں نہیں جارہی ہے۔ کیا حبیب نالے کے ساتھ گرائز اسکول نہیں ہے، کیا یہ گرائز اسکول کے بچوں تک نہیں جارہی ہے۔ یہ ہر اسکول میں جارہی ہے ہر کالج میں مہیا ہو رہی ہے، even فیکیل کالجوں میں یہ سلسلہ شروع ہوا ہے۔ اس کے لیے ایک ترتیب ہونی چاہیے۔ اسمبلی میں ہم آتے ہیں ہمیں لوگ اپنانما نہ بنا کر سمجھتے ہیں۔ مولانا صاحب اخبار پڑھ رہے ہیں پتہ نہیں اشتہار پڑھ رہے ہیں کیا پڑھ رہے ہیں۔ تو مطلب یہ وہ زنانہ تصویر یہیں ہیں خدا کے لیے، ہاں۔ ابھی یہ میڈم اسپیکر! یہ مسئلہ ابھی چاروں پہلے ایک بندہ نے مجھ سے کہا کہ میرے بیٹے کی شادی تھی میری سالی شادی میں آئی تھی اور 8 بجے اُس نے شور مچایا کہ مجھے گھر پہنچاؤ، چمن کارہنے والا تھا۔ میں نے کہا کہ مسئلہ کیا ہے کہ یہ تو شادی ہے آپ پڑھریں۔ اُس نے کہا کہ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے دو اڑکے ہیروئن پیتے ہیں، افیون پیتے ہیں۔ جب ہم نہیں ہوتے ہیں وہ گھر کا سارا سامان لے جاتے ہیں۔ ابھی بھی یہ پوزیشن ہے۔ ہر district میں یہ پوزیشن ہے لوگ، بچے، جب گھر نہیں آتے ہیں تو پھر وہ ان اڑوں پر جاتے ہیں دیکھتے ہیں۔ آخر ہر خاندان میں اگر ایک بندہ چرس پیتا ہے یا ایک بندہ ہیروئن پیتا ہے، اُس خاندان کی حالت کیا ہے۔ ہماری گورنمنٹ اُس کے لیے کیا کر رہی ہے؟ ابھی میں دیکھوں گا کہ اس موضوع پر ہمارے 65 کے ممبران میں اور کوئی بولے گا یا میں یہیں ختم کر دوں گا۔

thank you

میڈم اسپیکر: زمرک خان صاحب! تھوڑا سا انکو موقع دے دیں مفتی گلاب صاحب آئے ہیں۔ جی مفتی گلاب صاحب!

مفتی گلاب خان کا کڑ: شکر یہ میڈم اسپیکر۔ یہ بہت اچھی قرارداد جناب عبدالجید اچکزئی صاحب لیکر آئے ہیں۔ ہم اسکو support کرتے ہیں پارٹی کی طرف سے بھی اور خود بھی۔ کیونکہ منشیات ایک ناسور ہے، جس گھر میں بھی یہ پہنچتی ہے اُس گھر کو اجازہ کر کے رکھ دیتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ فوری طور پر ایکشن لے اور اس کے خلاف کارروائی کرے۔ اور جہاں بھی منشیات کے اٹے ہیں ان پر ایسا آپریشن کرے تاکہ پورے معاشرے کے لیے ایک عبرت کا اور قابل اعتبار سزا ملے اُنکو تاکہ آئندہ جو آنے والے لوگ ہیں وہ اس سے سبق حاصل کریں۔ لیکن میں مجید صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گورنر صاحب آپ لوگوں کے ہیں اور یہ وفاق کا نمائندہ ہے۔ اور آپ شکایت کر رہے ہیں اینٹی نارکوٹکس سے۔ یہ وفاق کا ادارہ ہے۔ تو آپ اپنے گھر میں بیٹھ کے اسکے خلاف جہاد کریں۔ اور آپ لوگ اپنے گھر میں ایک مشاورت کریں آپ اپنے چپازاد بھائی سے کہہ دیں کہ آپ اس کے خلاف جہاد کریں۔ اور اینٹی نارکوٹکس کا جو ادارہ ہے وہ اگر بات نہیں کرتا تو اس کو بلا کمیں اور اس کو سمجھائیں کہ آپ اس کے خلاف اقدامات کریں گے۔ یہ گلہم اُن سے کرتے ہیں کہ کم از کم مشاورت تو کر لیا کرو۔ شکر یہ مہربانی۔

میڈم اسپیکر: انہوں نے قرارداد کو سپورٹ کیا۔ پلیز آپ لوگ تشریف رکھیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: میڈم اسپیکر! میں نے پہلے بھی مجید خان اچکزئی سے، پہلے میں نے ہاتھ کھڑا کیا تھا۔

میڈم اسپیکر: میں نہیں دیکھا آپ کا ہاتھ۔ جی ایک دفعہ ان کو قرارداد، آپ قرارداد پر بول رہے ہیں؟
جناب نصراللہ خان زیریے: مولانا صاحب نے غلط بات کی۔ اصل میں جو قرارداد ہے وہ بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس سے پہلے بھی ہم اس حوالے سے بول چکے ہیں۔ اینٹی نارکوٹکس کا یہاں جو سربراہ ہے، اُس وقت ایک سال پہلے سی ایم ہاؤس میں میٹنگ ہوئی تھی، تمام صورتحال پر۔ یقیناً ایک بہت serious issue ہے۔ جس طرح مجید خان نے کہا کہ ہمارا معاشرہ اس ناسور سے، ہیر و ن سے، منشیات سے حد درجہ متاثر ہے۔ آج یہاں جو قرارداد پیش ہوئی ہے۔ مفتی گلاب صاحب کو سمجھنا چاہیے کہ اُن کی پارٹی وفاقی حکومت کا حصہ ہے، اُن کے وزراء وفاقی حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں، اُن کا ڈپٹی چیئرمین سینٹ اُن کا بیٹھا ہوا ہے۔ بجائے اس کے کوہا ایک ممبر کی حیثیت سے ہم قرارداد لائے ہیں، وہ بجائے قرارداد کی حمایت کرنے پر بات کوئی اور طرف لے گئے۔ جس کی ہم بھر پور مذمت کرتے ہیں۔ اُسکو اس طرح نہیں کرنا چاہیے۔ اپنی حکومت سے آپ مطالبہ کریں آپ کا وفاقی حکومت میں بھر پور حصہ ہے۔ اور آپ کو آئندہ اس طرح کی باتیں نہیں کرنی چاہیں۔

مفتی گلاب خان کا کڑ: ہم گورنمنٹ میں بیٹھ کیا ہیں، ہم وفاقی گورنمنٹ کا ایک حصہ ہیں، ہمارے پاس ایک منسٹری ہے۔

— (مدخلت۔ شور۔ مائیک بند)

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے مفتی صاحب! آپ کا point آگیا اور انہوں نے جواب بھی دے دیا۔ مفتی صاحب! آپ

کا point آگیا۔ نہیں انہوں نے بھی جواب دے دیا آپ کا آگیا آپ تشریف رکھیں۔ جی۔

مشتی گلاب خان کا کڑ: ہم تو اس کو سپورٹ کر رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: زمرک خان اچنزی صاحب! آپ لوگ اگر اسی طرح ایک دوسرے کی کلیرینگ فیکشن کرتے رہیں گے۔

ڈاکٹر حامد خان اچنزی: بڑی مہربانی۔ وہ مشتی صاحب اور وہ آپس میں راضی ہو گئے۔ ہم قرارداد لے کر آئے ہیں، یہ سپورٹ کریں۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں وہ سپورٹ کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچنزی: بیشک وہ اپنے ہم وطنوں کو بتا دیں، ہم ان کو بتائیں، ہم ان کو بتائیں گے۔ اس میں اسکو personal نہیں لینا چاہیے۔

میڈم اسپیکر: جی بہت اچھی بات ہے۔ جی ہاں بالکل۔ جی زمرک خان صاحب پلیز!

اخینتر زمرک خان اچنزی: میں دو منٹ اس قرارداد پر بولوں گا مجید خان نے جو پیش کی ہے، بہت حقیقت میں صحیح قرارداد ہے اور صحیح موقع پر پیش ہوئی ہے۔ جس طرح مشتی صاحب نے کہا کہ ہم سب اکو support کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے

کہ یہ منشیات ایک ناسور ہے ایک قوم کے لیے، ایک system کے لیے۔ خاص کر قلعہ عبداللہ میں فصل بھی کاشت ہوتی ہے میڈم اسپیکر! جس طرح گورنمنٹ کے بارے میں انہوں نے جو agencies ہیں جو اس پر کام کرتی ہیں ہمارا مطالبہ یہ ہے

کہ بلا تفریق اس پر کام کیا جائے۔ میں خود جارہا تھا ایک دو تین جگہ، میں نے وہاں مولانا صاحب سے کہا کہ۔ نواب صاحب! یہ بھنگ نہیں ہوتی ہے بھنگ کی کاشت۔ میں روڈ پر میں نے دیکھا ہے۔ اب کیا کہیں کہ گورنمنٹ کس طرح یہ کام کرتی ہے۔

FC ہو، چاہے DC ہو، چاہے کمشنز ہو، چاہے کوئی بھی ہو۔ یہ تو ان کی ذمہ داری بنتی ہے ان کو ختم کرنا چاہیے۔ چاہے انیون کی کاشت ہو، چاہے حشیش کی کاشت ہو، اس سے تو بہت بڑی تباہی پھیلتی ہے۔ اس کے حوالے سے اتنا کہوں کہ اگر آپ

ہمارے district میں آجائیں ہیں ہمارے طرف یہ کچھ کچھ جگہ ہے جہاں ان کے اڈے بھی موجود ہیں جو لوگ پیتے ہیں اور ایسی مختلف قسم کی منشیات آئی ہوئی ہیں کہ مجھے ابھی لکھ کے، میں نے کہا کہ مجھ سے بھول نہ جائے۔ پرسوں ترسوں کچھ لوگ بتا رہے ہے۔

شیشہ ہے crystal ہے، پتہ نہیں کوئی tablets آتی ہیں وہ لوگ کھاتے ہیں۔ ہیر و ن، اینیون، حشیش اور وہ کہیں تو اس طرح مشہور ہے کہ ہمارے کچھ لیڈروں کے بارے میں بھی مشہور ہیں جو دھرنے لگاتے ہیں پتہ نہیں کیا کیا کرتے ہیں،

کہتے ہیں وہ پیتے ہیں پھر ان کی نیند اڑ جاتی ہے اور ان کا stamina بڑھ جاتا ہے۔ تو یہ جو ہے وہ تو خیر ہے کوئی قیمتی منشیات

ہیں شاید انکے لیے بہتر ہو، لیکن یہ جوشیشہ، crystal، اور یہ انیون یہ اتنی تباہی ہے میڈم اسپیکر! اگر آپ توجہ دے دیں ذرا۔

ابھی بھی دو تین مریض میں نے سی ایم ایج میں داخل کرایے ہیں جو اتنے غریب لوگ ہیں کہ انکا بس نہیں چلتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کیسے بجا سکیں۔ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوتے ہیں۔ ابھی بھی ایک patient وہاں admit ہے۔ یہ کہاں کون لاتے ہیں کس طرح لاتے ہیں کون اس کا ذمہ دار ہے کہ اُس کو بند کر دیں؟ ان چیزوں کو کم از کم بلا تفریق کاشت ہوتی ہیں ایکڑوں زمین پر۔ آپ گاڑی میں میں روڈ پر جاتے ہیں آپ کو سامنے نظر آئیں گے۔ یہ پیشیں میں ہوتی ہیں قلعہ عبداللہ میں ہوتی ہیں مختلف districts میں ہوتی ہیں۔ تو کم از کم نارکوٹیکس ڈیپارٹمنٹ کو تو چاہیے کہ اس کو serious لے۔ جو بھی ہو ہونا رکٹیکس ہو جن کی ذمہ داری بتی ہے ان پر یہ کوئی ایکشن کریں۔ اور اس کے ساتھ صوبائی حکومت سے، نواب صاحب سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ اپنے cabinet میں بیٹھ کے یہ جو ایک ناسور ہے ہمارے مستقبل کو تباہ کر رہا ہے، ہماری نوجوان نسل کو تباہ کر رہی ہیں ان کے لیے کیا لائچ عمل بنائیں گے۔ ہم کس طرح یہ پیشہ، crystal ان چیزوں کو بند کریں گے؟ عام روڈوں پر ملتی ہیں، عام ساتی خانوں میں ملتی ہیں۔ یہاں انہوں نے جو اڑے بنائے ہوئے ہیں حقیقت میں سب سے زیادہ کوئی میں کہوں کہ 60% نوجوان نسل اسی میں مبتلا ہے۔ اور یہ ایسا بیکار نشہ ہے پھر چھوٹ بھی نہیں سکتا ہے اور انسان کو تباہ کرتا ہے نہ وہ کوئی کام کر سکتا ہے نہ وہ زندگی بنا سکتا ہے نہ اپنے بچوں کا پیٹ پال سکتے ہیں۔ تو میرا بھی بھی ایک مطالبہ ہے حقیقت میں اہم قرارداد ہے۔ جس طرح ہم تعلیم کی بات کرتے ہیں اسی طرح منشیات کو ختم کریں گے تو تعلیم حاصل کریں گے، اگر منشیات ہو گئی تو ہمارے نوجوان تو تعلیم حاصل نہیں کر سکیں گے۔ وہ تو ساتی خانوں میں بیٹھے ہو گئے اور تباہی و بر بادی ہو گی۔ تو اس حوالے سے نواب صاحب کو اپنے چاہیے کہ یہاں اگر فیڈرل ڈیپارٹمنٹس ہیں وہ بھی اسکے under کام کرتے ہیں۔ کوئی نہیں ہے کہ ان فیڈرل ڈیپارٹمنٹس کی وزیر اعلیٰ سے بڑھ کے حیثیت ہے۔ ان کو بلا سکتے ہیں کہ آپ کی کیا کار کردگی ہے؟ آپ نے ادھر کیا کیا ہے آپ نے کاشت کو کس طرح ختم کیا ہے؟ آپ نے کس کو ختم کیا کس کو چھوڑا؟ جو بھی چیزیں ہیں جو بھی ادھر جو بھی اس میں ملوٹ ہوں کسی کو بھی معاف نہیں کرنا چاہیے۔ اور سب کے خلاف ایکشن لینا چاہیے۔ اور یہاں شہر میں جو اڑے ہیں انکی رپورٹ کس سے لینی ہے؟ آپ ہوم منٹر سے لیں یا یہاں ہمارا کمشتر ہے، ہمارے پولیس کے سربراہ ہیں وہ ان کے خلاف کیا کر رہے ہیں۔ وہ جو ان کو بھتے دیتے ہیں کم از کم ان لوگوں کو تو نہیں چاہیے کہ اپنے پیسوں کے لیے ہمارے نوجوانوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ یہاں وہ جاتے ہیں بیچتے ہیں۔ جو بھی ہوا میں کسی کا نام نہیں لو گا کسی department کا یہیں پر ہماری law enforcing agencies میں کہ وہ پیسے لے کر پھر ان کو چھوڑتی ہیں۔ تو اسی لیے تو عام ہوتا ہے۔ اگر بلا تفریق کارروائی ہو جائے تو نہ یہاں کوئی میں رہیں گے نہ قلعہ عبداللہ میں نہ خضدار میں نہ تربت میں۔ تو یہ ہمارے سپورٹ کرتے ہیں اور اس کے خلاف بلا تفریق کارروائی ہونی چاہیے۔ جہاں بھی اڑے ہیں جہاں بھی فصل ہے انکو تباہ کر دیا جائے۔

میدم اسپکٹر: جی منظور کا کڑ صاحب۔

جناب منظور احمد خان کا کثر: شکر یہ میڈم اپنیکر قرارداد نمبر 113 محمد خان جو لائے ہیں، حقیقتاً بہت اہمیت کی حامل ہے اور خصوصاً جو ہمارا future ہے، صوبے کے حوالے سے، اسی پر depend کرتا ہے، اگر ہمارا future، ہمارا معاشرہ اس نا سور میں بتلا ہو جائے تو ہم کیا، ایک اچھا future اپنے صوبے کو اپنے ملک کو دے پائیں گے۔ یہ تو سب کو پتہ ہے یہ تو حقیقت ہے۔ میڈم اپنیکر جیسے محمد خان اور زمرک خان نے کہا کہ آپ جاتے ہیں قلعہ عبداللہ کی طرف، عبدالرحمن زئی، پشین، یہ سارا بیٹل اس پر سر عام یہ فصلات اُگی ہوئی ہیں۔ یہ سب دیکھتے ہیں روڈ کے کنارے۔ اس میں اصل میں جوفورسز کی بات ہوئی فیڈرل کی بات ہوئی یا صوبے کی بات ہوئی۔ اب اس گھر سے آپ پوچھیں جہاں آگ جلتی ہو۔ جس گھر کا ایک بندہ یادو بندے یا اُس کا بیٹا یا اُس کا باپ یا اُس کا بھائی یا آج کل تو یہ بھی سننے میں آیا ہے female کی طرف بھی یہ رجحان زیادہ ہو چکا ہے، وہ بھی اس میں بتلا ہو چکی ہیں۔ تو اگر اس معاشرے میں ایسے جیسے کہا گیا کہ 65% بہت بڑی چیز ہے۔ اگر صوبہ youth ہو گا۔ اور ہم کیا message دینا چاہتے ہیں اور حکومت عوام کے لیے کیا کر رہی ہے، حکومت کسی طرف جارہی ہے۔ بہت سے دوستوں نے نشاندہی کی کہ سرپرستی کون کرتا ہے۔ اگر ہم آج اس کوئی شہر کی بات کرتے ہیں، اتنے اُڑے یہاں کھلے ہوئے ہیں چرس کے حوالے سے، یہاں ٹاث کے حوالے سے جہاں خمار، جواہیلا جاتا ہے۔ آیا علاقے کا بھی ہو، SHO ہو، DSP ہو، جو بھی ہماری فورسز ہوں، باقی فورسز ہوں، کیا ان کو پتہ نہیں ہے میڈم اپنیکر؟ کیا آج کسی اور کا بچہ اس میں بتلا ہے۔ کیا اُس کا بچہ بتلانہیں ہو سکتا؟ یہ تو ایک نا سور ہے، اس کو معاشرے سے نہیں ہٹانا ہو گا اس کو صاف کرنا ہو گا۔ یہ ہم سب نے کرنا ہو گا، ہم سب نے مل کے اس کو ختم کرنا ہو گا، چاہے وہ ہماری فورسز ہوں، چاہے ہماری پولیس ہو، چاہے civilian government ہو چاہے ہمارے politician ہو، اسکے معتبرین ہوں، ملک ہوں، خان ہوں، یہ سب مل کے اس جہاد کو آگے بڑھانا ہو گا۔ کیونکہ ہمارا future society ہے جو اس سے ہٹ کے ہیں، غربت کے حوالے سے بھی لوگ اس طرف چلے جاتے ہیں۔ اور حقیقتاً ہمارے colleges ہیں یا اس سے ہٹ کے ہیں، غربت کے حوالے سے بھی لوگ اس طرف چلے جاتے ہیں۔ اور وہ جو امیر بچے ہیں وہ تو اپنے اُسکے لیے کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر ہم اسکو seriously اس چیز کو اگر ہم نے نہ لیا تو آج 65% کی بات ہو رہی ہے تو یہ آگے بھی بڑھ سکتا ہے۔ سی ایم صاحب یہاں موجود ہیں، گورنمنٹ کے حوالے سے ہمیں چاہئے کہ اس کے اوپر strong decision لے، کوئی شہر سے ہم اسکا start لے لیں، چاہے پیتوں آباد ہو، خروٹ آباد ہو، چاہے نواں کلی ہو، چکلاک ہو، سریا ب بیٹ ہو۔ اس میں سر عام بک رہی ہیں۔ بعض دوستوں نے کہا کہ بھتے لیئے جا رہے ہیں۔ یہ حقیقتاً، ہم اس طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں، ان بندوں کی تھانوں میں عزت بھی ہوتی ہے، ان کا وقار بھی ہوتا ہے، لیکن ایک عام شہری جو ملک ہو خان ہو معتبر ہو، وہ جب تھانے جائے گا، تو اسکی کوئی عزت نہیں ہو گی۔ اس طرح کی

چیزیں جب جنم لیں گی تو معاشرہ کسی طرف جائے گا۔ اور لوگ ہمیں کس نگاہ سے دیکھیں گے، کہ حکومت کیا کر رہی ہے۔ لہذا میں آپ کے توسط سے نواب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، کوئی شہر کے حوالے سے ہمیں اسکو serious لینا ہوگا۔ میڈم اسپیکر thank you

میڈم اسپیکر: جی سردار اسلام بزنجو صاحب، floor is with you

سردار محمد اسلام بزنجو (وزیر رعاعت و کاؤنٹریوز): شکریہ میڈم اسپیکر۔ مجید خان نے جو قرارداد پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ میں چند دن پہلے مجید خان کے گاؤں گیا۔ ہم اسکی بھرپور حمایت کرتے ہیں میں خود اس کا چشم دید گواہ ہوں۔ مجھے مجید خان اپنے گاؤں لے گئے۔ جب ہم گاڑی میں جا رہے تھے پکی روڈ پر سائیڈ میں حشیش کی کاشت تھی، میں نے مجید خان سے پوچھا یہ کیا ہے بھی کس کی اجازت سے ہے؟ کہتا ہے ادھر تو سرعام ہے۔ بالکل پکی میں روڈ کے پاس ایکڑوں کے حساب سے اس کی کاشت ہو رہی تھی۔ مجھے یاد ہے میں جب ڈسٹرکٹ ناظم خضدار تھامش فر کے time میں، نارکوٹکس والے آئے ہمارے پاس ایک مینگ کی۔ اُس نے کہا جی کہ ایئر پورٹ سے ایک کلومیٹر کے قریب ایک جولی ہے اُس کی کاشت کی گئی ہے۔ جب ہم نے پتہ کیا واقعی انکو پتہ تھا۔ ہم گئے وہاں پوڈے تھے ان کو وہاں پتہ چلا ہم لوگوں نے لیویز کو بھیج دیا اس کو تلف کر دیا۔ جب یہاں ایکڑوں کے حساب سے میں پکی روڈ پر جہاں سے سب ادھر جاتے ہیں۔ اس کی کاشت ہو رہی ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ تو بالکل ملی بھگت ہے، میں کہتا ہوں وزیر اعلیٰ صاحب نارکوٹکس والوں کو بلا کیں، ہم اسکو لیجاتے ہیں دکھاتے ہیں کہ جی کیا ہو رہا ہے۔ ادھر آپ کے ناک کے نیچے آپ کو پتہ نہیں ہے۔ جبکہ مجید خان بولتا ہے کہ ایف سی کیمپ کے پاس 100 گز کے فاصلہ پر اسکی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں۔ تو ان کو پتہ نہیں ہے؟ ان کو ہر چیز کا پتہ ہے ایک ایک چیز کا پتہ ہے کہ جی کیا ہو رہا ہے۔ ادھر انہوں نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں کیا وجہ ہے؟ کیا ایسے لوگ ہیں طاقتور کہ وہ ان کو کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ مجھے یاد ہے میں نے خود اسے میں اپنی تقریر میں بولا کہ بھلی نہیں ہے ہماری زمینداری کے لیے۔ جب بھلی آتی ہے اور بعد میں کہتا ہے کہ بل دیدیں۔ دو گھنٹے ہمیں بھلی دیتے ہیں میں نے کہا کہ یہاں ہمیں یا تو گورنمنٹ اجازت دے دے ہم افیون بھی کاشت کریں۔ دو ایکڑ آباد کرتے ہیں بس ہے ہم لوگوں کو۔ یا تو صحیح معنوں میں بھلی دے دیں، ابھی یہاں کھلے عام اس کی کاشت ہو رہی ہے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں وزیر اعلیٰ صاحب اسکی ایک مینگ بلا کیں، ہمارے کابینہ کے دوستوں کو ہمارے ممبروں کو بلا کیں، ہم ان سے بات کریں گے کہ ادھر کیا کر رہے ہیں آپ؟ آپ کو کیا نظر نہیں آ رہا ہے۔ میں اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں، میں سمجھتا ہوں میں نہیں پورا ایوان اس کی حمایت کرتا ہے، کون اس کی مخالفت کر رہا ہے، مہربانی۔

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ جی عاصم کرد گیلو صاحب!

میر محمد عاصم کر گلیو: شکریہ میدم اپسیکر۔ ہمارے ساتھی عبدالجید اچنڈی نے جو قرارداد پیش کی ہے یہ واقعی اہمیت کی حامل ہے۔ بی بی! کوئئے میں اس سے پہلے 73ء کی دہائی میں یہ دوسری منشیات وغیرہ بالکل نہیں تھیں۔ صرف چرس کا نام لیا جاتا تھا کہ یہ لوگ پیٹتے ہیں۔ مجید خان اچنڈی کی باتیں میری کان میں کھو جیں تو ایک آدمی جو چرس پیٹتا تھا اس سے سارے لوگ نفرت کرتے تھے۔ اور وہ بھی ڈر کے مارے بالکل دور جا کر پیٹتا تھا۔ کوئی کسی باغ میں کسی جگہ جا کر بیٹھتا تھا تاکہ کسی کو بوہی نہیں لگے۔ مگر بی بی! جو Afghan revolution آیا، اُس کے بعد یہاں آپ سمجھیں کہ منشیات کا بالکل ایک اڈہ بن گیا۔ اور اس کے بعد خرید و فروخت شروع ہوئی اور پینے والے زیادہ ہو گئے۔ جیسے عبدالجید اچنڈی صاحب نے کہا کہ سارے ڈسٹرکٹس میں۔ میں اپنے ساتھی کو یقین دلاتا ہوں ہمارے ڈسٹرکٹ میں کم از کم بالکل ایک پودا بھی اسکا نہیں ہو گا۔ میں باقی ڈسٹرکٹس کا نام نہیں لیتا ہوں۔ ایک ڈسٹرکٹ میں گیا، کپی روڈ پر ڈسٹرکٹ کے دونوں طرف green, green گئے ہوئے تھے، جی ہاں، تو بی بی! یہ آپ دیکھیں، ابھی میں کافی عرصے سے نہیں دیکھ رہا ہوں۔ ابھی نالوں میں تقریباً دو تین، سو چر سی، ہیر وئی، سارے ادھر پر رہے ہوتے ہیں۔ شہروں کی طرف بھی۔ یہ بالکل کوئئے کی گلیوں میں اور ابھی آپ یقین کریں کہ ہمارے دوسرے شہروں میں بھی چیل رہا ہے۔ مستونگ، فلات، ڈھاڑر، وغیرہ، پچھ، ادھر بھی وہ پھیلتے جا رہے ہیں۔ اور اسکو اگر روکا نہیں گیا تو آئندہ آنے والے وقت میں جیسے ہمارے یہ بتا رہے ہیں کہ 65%۔ یہ تقریباً 80%/70% سے above چلا جائیگا۔ بی بی! میں نے اپنے کانوں سے سنایا ہے، ابھی جو مائیں ہیں، وہ جب انکو بتایا جاتا ہے کہ آپ کا بیٹا چرس پیتا ہے، وہ کہتا ہے شکریہ میدم! دوسرا چیزوں سے بچا ہوا ہے۔ ہیر وئی اور دوسرے جوان کا نام بھی مجھے نہیں آتا۔ جو ابھی لے رہے تھے۔ وہ شکر کرتے ہیں کہ اچھا ہے ان لعنتوں سے بچا ہوا ہے۔ بی بی! ہماری بلوچستان کی نوجوان نسل کو یہ چیزیں تباہ کر دیں گی۔ اگر اس کی روک تھام نہیں ہوئی میں بھی اسکی پھر پور جمایت کرتا ہوں۔ اور مجید اچنڈی صاحب کہتا ہے کہ کوئی اس پر دستخط نہیں کرتا، مجید صاحب! آپ کب آئے؟ اور ہم نے دستخط نہیں کیا؟ آپ بتا دیتے ہم سارے دستخط کرتے۔

thank you

میدم اپسیکر: شکریہ۔ جی پنس علی صاحب۔

پنس احمد علی احمد زئی: شکریہ میدم! جو قرارداد پیش ہوئی ہے، یہ نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے اور منشیات، یقیناً ایک ایسا ناسور ہے کہ جو معاشرے اپنے اندر ایسے اثرات پھیلاتی ہیں، کہ جس سے جو لینے والا ہے اور جو جس خاندان سے تعلق رکھتا ہے، وہ پورا خاندان بکھر جاتا ہے۔ میں ایک مثال یہاں دینا چاہوں گا کہ کچھ عرصہ پہلے ہمارے ڈسٹرکٹ لسیلے میں ایک کریک ڈاؤن ہوتا ہے، ڈپٹی کمشنر ایک کریک ڈاؤن کرتے ہیں گلکے کے اوپر۔ جب ہم اس جگہ گئے جہاں گلکا بنتا تھا۔ میدم اپسیکر! ہم دیکھیں جیران ہو گئے کہ وہاں ریگ مال جو پینٹ کو صاف کرتا ہے اکھاڑتا ہے، وہ تک رکھا تھا جب پوچھا کہ یہ

آخر کیوں یہاں ہے؟ تو کہتے ہیں کہ یہ گلکے میں اس لئے ملایا جاتا ہے کہ جو لینے والا ہے یہ جب لے گا تو اُسکے منہ کے اندر کی جو جملی ہے وہ کٹتی ہے اور بلڈ کے ساتھ خون کے ساتھ ڈائریکٹ اس نشے کا اثر ہوتا ہے۔ تو یہ چتنی بھی نشہ آور چیزیں ہیں ہیر وَن، افیون، یا گلکا اور جس طرح پہلے قرارداد پیش گئی تھی جس میں شیشہ وغیرہ جس طرح زمرک خان نے کہا کرشل بھی بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے یہ چتنی بھی نشیات ہیں یہ ذہناوار آپ کے نرول سسٹم پر حاوی ہوتی ہیں یہ بڑی اچھی قرارداد ہے اور اسکی روک تھام کے لئے ایک طریقہ کارہونا چاہیئے اور اسکی شروعات کوئئے سے ہونی چاہیئے۔ میں سوچتا ہوں کہ ہر جگہ جہاں یہ پھیل رہا ہے اسے دیکھنا چاہیئے اور ساتھ ساتھ اسکی روک تھام نہیں بلکہ جوڈرگ ایکٹ بن جاتے ہیں اُس کی rehabilitation وہ بھی بہت اہم بات ہے۔ وہ اس طرح نہ ہو کہ ایک طرف ہم یہ کریک ڈاؤن کریں۔ اور جو اسکے لیے والے ہیں وہ جو rehabilitate نہ ہو تو وہ مزید اس ایکشن کو پھیلائیں گے یہ بہت اہم قرارداد ہے اور اس پر خاص طور پر میکنزم ہے کہ جو نارکوٹیکس فورسز ہیں اور دیگر ادارے ہیں اس کی تدارک کے لئے اسکونہایت ہی اہم ہے کہ وہ کریک ڈاؤن کریں۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: جی شمینہ خان صاحبہ۔

محترمہ شمینہ خان: شکریہ میڈم اسپیکر۔ میں مختصر بات کروں گی۔ عبدالجید خان اچنزی صاحب جو قرارداد لائے ہیں بیشک اہمیت کی حامل ہے۔ لیکن اگر دیکھا جائے پاکستان میں میرا خیال میں یہ نشیات کے جو مسائل ہیں وہ اگر آپ نوجوانوں کے حوالے سے دیکھتے ہیں اسٹوڈنٹس کے حوالے سے دیکھتے ہیں تو پشاور اور لاہور اس کا زیادہ شکار ہیں۔ کوئئے میں جو زیادہ مسئلہ ہے وہ الکوھل کا ہے کیونکہ سندھ سے ہماری روایات بھی ملتی ہیں اور جو پچھلے دنوں سندھ میں مسئلہ چل رہا تھا میرا خیال میں ہم یہاں اگر اس کے حوالے سے بھی ایک قرارداد لے کے آئیں تو وہ زیادہ اہمیت کی حامل ہوگی۔ کیونکہ کوئئے کے اسٹوڈنٹس بلوچستان کے اسٹوڈنٹس میں یہ مسائل زیادہ ہیں۔ any-how اس پر بھی جواب تک بات ہوئی بالکل اہمیت کی حامل ہے اور ہمیں جو institutions یہاں جہاں ہمارے طباء جو انکا ہم مستقبل بنانے کے لئے انکوڈال رہے ہیں وہاں اگر وہ ان چیزوں پر استعمال سے addiction کا شکار ہوتے ہیں تو میرے خیال میں ہمیں دوسرا طرف ابھی جیسے کہ پرانے علی صاحب نے بات کی کہ انکے علاج کیلئے توجہ دینے کی ضرورت ہے اور خاص کر انکی روک تھام کے لئے ہمیں اداروں میں کچھ ایسے پورشن ڈالنے چاہئیں کہ جیسے کہ وہاں جم کا انتظام ہو وہاں ادوسرے ایسے کچھ انکا develop infrastructure کریں تاکہ اسٹوڈنٹس کا دھیان ان چیزوں کی طرف نہیں چلا جائے۔ انکو دوسرا activities میں تو میرے خیال میں ہم اسکی روک تھام میں بہتر contribution کر سکتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ جی ڈاکٹر قیم سعید ہاشمی صاحبہ۔

ڈاکٹر قیم سعید ہاشمی: میڈم اسپیکر! بڑی مہربانی کہ آخر میں آپ نے میری گرین دوپٹے کے ہاتھ کو آپ نے

welcome کیا کہ میں کچھ بول سکوں۔ قرارداد عبدالجید کی بار بار ہر ایک نے اُسکی اہمیت کی بات کی ہے۔ میں ایک دو suggestion دینا چاہوں گی کہ مجید خان جس علاقے سے elect ہو کر آئے ہیں۔ وہ فیلڈ کوڈ کیھر ہے ہیں، کاشت ہو رہی ہیں۔ میں گزارش یہ کرنا چاہوں گی کہ اپنی نارکٹیکس فورس کی ساتھ مل کے ایک اپنا گروپ بنائیں اور منتخب ممبر کی ذمہ داری ہے۔ کہ وہ چھاپے ماریں یا اُن سے بیٹھ کر بات کریں کہ تمہارے علاقے میں سب کچھ ہو رہا ہے۔ یہ تو منتخب ممبر کی ذمہ داری ہے۔ کہ وہ جا کر کے raid کروائیں۔ ایوانوں میں ہم توبات کر لیتے ہیں۔ ایوان میں یہ قرارداد پیش ہو کر پاس ہو جائے گی۔ لیکن چونکہ وہ خود اُس علاقے سے فیلڈ کوڈ کیھر ہے ہیں، کاشت کوڈ کیھر ہے ہیں۔ تو اُن کیلئے بہتر یہ ہے کہ وہ خود اُنکے ساتھ مل کے اس پر اپنا قدم اٹھائیں اور اُن کے ساتھ مل کے کام کریں۔ ایوانوں سے یہ چیزیں پاس ہونے سے یہ مسئلے حل نہیں ہو سکتے۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ سردار کھیت ان صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیت ان: شکریہ میڈم اسپیکر! یہ جو قرارداد مجید خان لائے ہیں بہت زبردست قسم کی قرارداد ہے، یہ سارے بلوچستان کا مسئلہ ہے، یعنی نسل کا مسئلہ ہے۔ آج کل مجید خان بہت active ہو گئے ہیں، اچھی اچھی چیزیں لارہے ہیں، ہم اسکو appreciate کرتے ہیں اور سپورٹ کرتے ہیں۔ میڈم اسپیکر! میں ادھر آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دوں گا میری colleague ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحب نے ایک بڑی اچھی suggestion دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو منتخب نمائندے ہوتے ہیں وہ علاقے جب تک انکا تعاون نہیں ہو گا تو یہ نشیات کی لعنت ختم نہیں ہو سکتی۔ میں باوضو کھڑا ہوں اس ایوان کے سامنے، میں سعودی عرب میں مطاف میں نوافل پڑھ رہا تھا کہ مجھے ایک ٹیلیفون کال آئی، یا جہاں طوف کیا جاتا ہے میں وہاں بیٹھا ہوا تھا مغرب کی نماز تھی یا عشا کی، میں انتظار کر رہا تھا۔ مجھے ایک ٹیلیفون آیا تو میرے علاقے کی ایک لڑکی بات کر رہی تھی وہ مجھے بڑا بھائی بھی کہتے ہیں اور ماں، باپ بھی کہتے ہیں۔ اور یہ ہماری سرداروں نوابوں کی ایک روایت ہے کہ جو ہماری قوم ہوتی ہے، وہ سردار اور نواب کو اپنے ماں باپ کا درجہ دیتے ہیں۔ تو اُس نے کہا کہ سردار بات کر رہے ہو؟ تو میں نے کہا جی۔ ہاں بولو بیٹی کیا مسئلہ ہے؟ اُس نے کہا میرے ماں باپ، ایک عورت کی جو سب سے قیمتی چیز ہے وہ آج میں ضائع کر بیٹھی ہوں۔ میڈم اسپیکر! اُس نے کہا کہ میرا بھائی ہیر وَن پیتا تھا پہلے میرے جیز کے پڑے پک گئے۔ میں نے اپنی پسند سے، پنجاب وہاں سے ہمیں نزدیک پڑتا ہے، اُدھر سے میں جو تے وغیرہ خرید کر لے کر آئی، وہ سارے پک گئے۔ آج اُس نے مجھے اتنا مجبور کیا ہے۔ وہ قیمتی چیز میں اپنے بھائی کے لئے دے بیٹھی ہوں۔ میں اُس مطاف میں روایا میڈم اسپیکر! اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کے میں کہتا ہوں کہ میں رویا۔ اور وہیں سے اٹھ کر اپنے بیٹے کو فون کیا اُس بچی نے نشاندہی کی تھی۔ میں نے کریک ڈاؤن کیا ہے اپنے علاقے میں۔ پھر ان نشیات بیچے والوں کے ساتھ کیا ہوا ہے، ویسے ہی میں پہلے ہی سے بدنام ہوں پھر وہ سرکار نے کہا کہ ریاست کے اندر ریاست ہے۔ میڈم اسپیکر! یہ لعنت جس خاندان یا جس گھر میں ہوتی ہے اُسکو بڑے

ہے کہ اُس پر کیا گزرتی ہے۔ آج میں فخر یہ کہہ سکتا ہوں۔ میرے علاقے کی ڈیڑھ لاکھ کی آبادی ہے۔ کسی کی باپ کو یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ سر عام ہیر وَن، چرس یا کوئی منشیات بچ سکے۔ جب بھی ایسی نشاندہی ہوتی ہے وہ پکڑے جاتے ہیں۔ وہ سزا اٹھاتے ہیں۔ سرکار کی سزا نہیں اُسکو بہت ساری اور سزا میں ملتی ہیں۔ leakages کہاں ہیں، ہمارے کو ہو میں سر عام منشیات بک رہی ہیں۔ ANF والے کہتے ہیں اس کا میں گواہ ہوں میڈم اسپیکر! یہ بھی جو بریگیڈ یون آیا ہے اس نے تو بہت اچھا اسٹارٹ لیا ہے۔ لوئی ایریا میں مختلف ایریا میں پوسٹ کی کاشت کو تلف کیا ہے۔ اس سے پہلے میرے بیٹھے کا وہ توپ خانے والا تھا بریگیڈ یون عدنان، میں انکا نام لیکر ادھربات کر رہا ہوں۔ اُس کی سرپرستی میں جتنی منشیات کاشت کی گئیں، اُس کی ڈاکٹر صاحبہ بھی میری تائید کریگا اور مجید خان بھی تائید کریگا۔ کہ سرکاری سرپرستی میں کیا پوسٹ کی کاشت آپ کے علاقے میں، لوئی میں مختلف جگہوں پر ANF کے زیر سایہ ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ہے؟ تو میڈم اسپیکر! یہ ظلم ہے، قبر خداوندی ہے کہ جس گھر میں منشیات استعمال ہوتی ہیں۔ باقی تو چرس جیسا کہ گیلو صاحب نے کہا ہیر وَن۔ ابھی عجیب عجیب شیشہ ہے پتہ نہیں کر سکھ لے کوک ہے کوک ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دکھائی ہے نہ ہمارا واسطہ پڑا ہے نہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ ہمارا واسطہ پڑے۔ میں سی ایم صاحب کی توجہ کوئی کی دو تین جگہوں کی نشاندہی کروں گا۔ گیلو صاحب نے یہ حبیب نالے کی کیا ہے۔ جناب سی ایم صاحب! آپ تو ہر جگہ جاتے ہیں، شاید آپ دشمندار بھی ہیں، ہم آپ کو invite بھی نہیں کر سکتے ہیں کہ آپ ہر جگہ جائیں۔ سریاب روڈ پر مگسی ہاؤس کے سامنے انڈسٹریز اور مانسروالوں کے دفتر ہیں۔ اُس کے backside پر ایک نالہ جا رہا ہے۔ آپ کبھی اُس دفتر میں جائیں اور کھڑکی سے دیکھیں تو آپ کو سینکڑوں کی تعداد میں ہیر وَن پینے والے نظر آئیں گے۔ اسیں خواتین بھی آپ کو نظر آئیں گی۔ اس حد تک منشیات وہاں استعمال ہوتی ہیں۔ کہ وہاں پر انہوں کھڑکیاں بند کی ہوئی ہیں کہ اُس کے دھوئیں سے دفتروں میں بیٹھے ہوئے لوگ وہ نہ ہو جاتے ہیں۔ حبیب نالہ ہے، میرے گھر کیسا تھوکواری روڈ جا رہا ہے، وہ پشتوں آباد تک سر عام چرس، ہیر وَن وغیرہ بک رہی ہے۔ میری سی ایم صاحب سے گزارش ہے اس ایوان کے توسط سے کہ نارکوٹکس والوں کو بلا ہیں، ہوم سکرٹری کو پابند کریں کہ کریک ڈاؤن کوئی میں ہو جیسے شیشے والوں پر ہوا ہے۔ جہاں سے جو flog آ رہا ہے اس سے نسل بتاہ ہو رہی ہے۔ کم از کم یہ ہمارا صوبائی دار الحکومت ہے، کوئی ہمارا دل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جیسا کہ ڈاکٹر قیۃ نے کہا کہ ہم منتخب نمائندے ہیں، ہم ان کو بھٹاکیں، جہاں جہاں پوسٹ کی کاشت ہوتی ہے۔ جو بھی جتنا طاقتور ہے وہ اپنی جگہ پر ہے۔ ادھر سے گورنمنٹ اُس کا ساتھ ادھر وہ منتخب نمائندہ، اُسکو تلف کیا جائے اس کی trafficking روکی جائے۔ ان کا قصور نہیں افغانستان میں تو سر عام سارا سلسہ ہو رہا ہے دنیا کے اسوقت ایک تین لوگ بھی سینڈ نمبر پر یہ منشیات اور اسلحہ کے کام جو کر رہے ہیں وہ ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس میں آپ جب رولنگ دینا چاہیں یا قرارداد پاس کر رہی ہیں۔ یا یہ ایوان قرارداد پاس کرے گا۔ اس میں سی ایم صاحب کی توجہ لازمی

چاہئے۔ سی ایم صاحب صرف آنکھیں سُرخ کر لیں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ صرف زرکنی والے آنکھیں سُرخ کریں، منشیات ختم ہو جائیں گی، آپ سے سب ڈرتے ہیں۔ جب آپ آتے ہیں تو یہ گیلریاں بھر جاتی ہیں جب آپ نہیں ہوتے ہیں تو گیلریاں خالی ہوتی ہیں یہ بیور و کریں۔ سی ایم صاحب! آپ صرف آنکھیں سُرخ کر کے مجھے رزلٹ چاہئے، انشاء اللہ 72 گھنٹے میں آپ لوگوں کو رزلٹ ملے گا یہ میں گارنٹی دیتا ہوں۔ تو kindly آپ کی اولاد کا آپ کی نسلوں کا آپ کے پھوٹ کا ہمارے پھوٹ کا سب کا مستقبل کا سوال ہے مہربانی کر کے اس پر توجہ دیں۔ thank you very much.

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ جی ڈاکٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: میڈم صاحبہ! سید گھی سی بات یہی ہے کہ واقعی ہم سب چاہتے ہیں کہ مجید خان جو قرارداد لیکر آئے ہیں، ظاہر ہے سب اسکے حق میں ہونگے، کوئی بھی نہیں چاہے گا کہ کسی کا بچہ منشیات میں مبتلا ہو۔ اگر ہم کھیل کے میدانوں کو فروغ دیں۔ ہم یہاں زیادہ سے زیادہ سپورٹس کلینے کام کریں۔ ہم ایجوکیشن کلینے کام کریں ہم بیروزگاری کو ختم کریں۔ میں نے بہت سے پھوٹ کو دیکھا ہے جو کہ ماسٹر کر چکے تھے ایم اے کے بچے تھے وہ ہیرون پی رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا میٹا کیوں؟ کہا کہ میرے پاس روزگار نہیں ہے۔ تو مجھے اُس دن ایسا لگا کہ واقعی اگر ہم ان پھوٹ کو روزگار نہیں دے سکتے تو پھر شاید ہم ہی اسکے ذمہ دار ہیں۔ روزگار بھی ہے سپورٹس ہے اور ان کی ایجوکیشن ہے اگر یہ تمام چیزیں ہوں تو میں نہیں صحیح کہ جبیب نالہ ان منشیات والوں سے بھرا ہوا ہوگا۔ thank you میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 113 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔

پرس احمد علی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 114 پیش کریں۔

پرس احمد علی احمد زئی: ہرگاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ملک میں قائم ملٹی نیشنل کمپنیاں اور دیگر بڑے بڑے منصوبوں پر بڑے پیمانہ پر سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے معاشی اور سماجی سطح پر ذمہ داریوں کی انجام دہی ہوتی ہے جو کہ CSR مشترکہ سماجی ذمہ داریوں میں طویل المیعاد سرمایہ کاری ہوتی ہے۔ لیکن قانون سازی نہ ہونے کی بنا پر سرمایہ کاری کا عمل یا تو یکسر نظر انداز کیا جاتا ہے یا سماجی اور فلاح کلینے کیا جاتا ہے جو معاشی ترقی کلینے استعمال ہوتی ہیں۔ اس لئے ایسے اداروں کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ وہ جس معاشرے سے منافع کماتے ہیں اس حوالے سے اُن پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اس لئے اخلاقیات سے بھر پور سماجی عزم سے مامور افراد جن میں یہ صلاحیت ہونی چاہئے کہ وہ CSR کی ذمہ داریاں بتدریج احسن انجام دے سکیں، مامور ہونی چاہئے تاکہ منافع میں حقدار اور پراجیکٹس کی کارکردگی نمایاں ہو سکے۔ اور ساتھ ہی ضلعی انتظامیہ کو ماکان اور سرمایہ داروں کی CSR کے عمل کو شفاف اور عوامی بنانے کا پابند کیا جائے۔ الہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ CSR کلیئے واضح طریقہ کارمرتب کر کے اُسے قانونی تحفظ دینے کیلئے

قانون سازی کو تینی بنائے۔ اور ساتھ ہی ساتھ شپ بریکنگ اور مانگ سیکٹر کو بھی CSR میں پابند کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: قرارداد نمبر 114 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت کریں گے؟

پنس احمد علی احمدزی: شکریہ میڈم اسپیکر۔ (CSR) Cooperative Social Responsibility پرنس احمد علی احمدزی کی نسبت میں آپ دیکھیں کہ بڑی بڑی ملٹی نیشنل کمپنیوں کی انویسٹمنٹ ہوتی ہے۔ اور میں چند آپ کو مثالیں دوں کہ ایشیاء کی سب سے بڑی پرائیویٹ جو آنکل ریفارمری جو لوگ رہی ہے بلکہ completion میں ہے اور اُسکی مزید amendment ہو رہی ہے باسیکو جو کہ لسیبلہ میں ہے۔ اسی طرح آپ دیکھ سکتی ہیں کہ شپ بریکنگ ایک بہت بڑا سیکٹر ہے۔ اور یہاں بھی سرمایہ کاری ہوتی ہے۔ اسی طرح آپ انڈسٹریل ایریا دیکھ لیں کہ وہاں بھی سرمایہ کاری ہوتی ہے۔ لیکن یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ یہ جتنی بھی ملٹی نیشنل کمپنیز ہیں، فارماسیوٹیکل کمپنیز ہیں۔ CSR کے ضمن میں CSR کے اُس پہلو میں اُنکی کارکردگی بڑی مایوس کرنے ہے۔ اور پچھلے دونوں ہم گئے اور ہم نے وہاں ”حکو“ میں دیکھا کہ وہاں انہوں نے بڑا پراجیکٹ لگایا ہے۔ ڈی جی خان سیمنٹ میں بڑی سرمایہ کاری ہو رہی ہے۔ لیکن ارڈر گرد کے ماحول میں، وہاں کے علاقے میں سو شل سیکٹر میں کسی قسم کی کوئی ڈوپلیپمنٹ، کوئی کام یا کوئی اسکیم نہ ہونے کے برابر ہے۔ میں پچھلے روز وہاں گیا ”کنز اج“ میں، جہاں پر وہ ”ڈھدر مائن“ میں ایک واقعہ پیش آیا ہے۔ اُس علاقے میں سانپ بہت ہے۔ تو لوگوں کو سانپ نے ڈسا۔ تو اُسکی antidote کا، ہم نے کہا کہ آپ لوگ یہ mechanism کم ازکم اتنا کر لیں کہ یہ سانپ جب ڈستا ہے تو اسکے لئے کوئی دوائی کا نظام یا کوئی سسٹم نہیں تھا۔ آج مجھے یہ بات اس فلور پر کہتے ہوئے بڑی خوشی ہوئی کہ نواب صاحب نے جو میٹنگ کی تھی، جس میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن اور ڈویژن کے، اُس میں خاص طور پر جب حب کی انڈسٹریز کا ذکر آیا تو انہوں نے اس چیز پر زور دیا کہ ایک ایسا mechanism میں چاہتا ہوں جس سے یہ انڈسٹریز جو اتنا منافع یہاں سے کماتی ہیں اور جو آئین اور قانون بھی اسکی گارنٹی دیتا ہے کہ یہ CSR اسکا پابند ہو۔ اور وہ یہ عمل کریں تاکہ معاشرے میں اگر یہ ہاتھ بٹائیں، یہ جو cooperate sector ہے خاص طور پر جو کہ نہیں کر رہا اور ڈسٹرکٹ ایڈنیشنریشن جب اسے پابند کر گی تاکہ وہ ان تمام معاملات میں کم سے کم اگر مثال لے لیں فارماسیوٹیکل کی کہ جتنی دوائیاں بنتی ہیں۔ کم سے کم اُس سلسلے میں کہ وہ اپنے ان high rates کو subsidies کر کے بھی دے سکتے ہیں۔ وہ بھی CSR میں شامل ہو سکتی ہے۔ لہذا یہ گورنمنٹ یہ definitely determined کہ وہ چاہتی ہے کہ یہ جو سرمایہ کاری ہو رہی ہیں یہاں پر۔ اب آپ یہ دیکھئے کہ وہ چاہتی ہے کہ اس میں ترقی ہو۔ اب گذانی کا واقعہ آپ دیکھ لیں کہ اگر یہ شپ بریکر زجنے بھی ہیں اگر یہ مل کر بھی وہاں ایک burn-center کر لیتے ہیں لیہر کیلئے یا کوئی ایمبویلنس کا نظام کر لیتے ہیں یاد گیر کوئی سسٹم کر لیتے ہیں، اربوں روپے کماتے ہیں لیکن کم سے کم اپنے ہی ان مزدوروں کے لئے اپنے ہی ان

ایک پلاٹیز کیلئے، کسی قسم کا کوئی ریلیف نہیں ہے۔ لہذا اب یہ وقت آچکا ہے آئینی طور پر بھی 18 ویں ترمیم کے بعد بھی یہ آچکی ہیں کہ جتنی بھی investments guaranties ہو رہی ہیں۔ CSR جو انکی ہے یہ پابند ہوں۔ اور ڈسٹرکٹ ایڈمنیشن اگر ڈپٹی کمشنر اور کمشنر انکے ساتھ وہ ایک ایسا طریقہ کارمرتب کریں اور اس ایوان سے یہی request ہے کہ ایسا طریقہ کارمرتب کریں۔ اور یہ اس معاشرے میں، اُس علاقے میں ہر ڈسٹرکٹ میں جہاں بھی یہ investment ہوتی ہے وہ اپنے علاقے کے فروغ، اُس کی فلاج و بہبود کیلئے انکارول نمایاں ہونا ضروری ہے۔ thank you

میدم اسپیکر: شکریہ۔ جی رضا صاحب۔

سید آغا محمد رضا: شکریہ میدم اسپیکر۔ بڑی خوشی ہوئی ہے یہ دیکھ کر کے جیسا کہ پنس علی صاحب ایک بہت ہی social responsibility قرارداد لے کے آئے ہیں، ملٹی نیشنل کمپنیز یہاں سے کافی تو بہت کچھ ہیں لیکن ایک طرف اور پھر CSR کی ہم بات کرتے ہیں۔ ملٹی نیشنل کمپنیز یہاں سے کافی تو بہت کچھ ہیں لیکن لوگوں کو دیتی کیا ہیں؟ وہ ہم سب کے سامنے ہیں۔ اسپیشلی میں بات کروں گا یہاں کہ شپ بریلنگ جو کہ، پنس علی نے جس کے بارے میں ذکر کیا، وہاں حادثہ رونما ہوا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک بولینس تک وہاں میرنہیں تھی۔ حالانکہ پچھلے سال کی رپورٹ بتاتی ہے ہمیں کہ گیارہ بلین روپے شپ بریلنگ سے وفاقی حکومت کو ٹکیں ادا کیا گیا ہے۔ اب اگر گیارہ ارب روپے ٹکیں کی مدد میں ادا کیے جاتے ہیں تو آمدنی کا تخمینہ کیا ہوگا؟ اسی سے آپ اندازہ لگا لیجئے کہ اسی طرح کی دوسری جتنی بھی کمپنیز ہیں جہاں سے حکومت کو منافع مل رہا ہے، انہوں نے اپنے لوگوں کیلئے ایسا کیا کیا ہے؟ یہ بھی غلط ہے کہ ہر چیز حکومت، چاہے وہ وفاقی حکومت ہے یا صوبائی حکومت، اُس پر ڈال دی جائے۔ CSR کی پنس علی نے بات کی۔ exactly I would like to favour. کہ اُس حوالے سے جو ذمہ داریاں نہیں ہیں، اگر تمہیں کوئی کوتاہی برقراری جاتی ہے اور کوئی بھی کوتاہی کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کر رہے ہیں مختلف کمپنیز، مختلف ادارے، تو انکا احتساب ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ قتل کے زمرے میں آتا ہے کہ جان بوجھ کے facilities مہینہ نہیں کی جاتیں۔ بڑے پیمانے پر پیسہ آتا ہے، پیسے کماتے ہیں، انہی لوگوں کی محنت کی وجہ سے پیسہ کماتے ہیں لیکن in-return انکو کچھ نہیں دیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض موقعوں پر تو ہم نے دیکھا کہ کراچی میں ایک فیکٹری میں آگ لگ گئی اور کتنے لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے، زندہ جلس گئے لیکن وہاں ریسکو کا کوئی سسٹم نہیں تھا۔ تو اس مسئلے پر ہمیں دیکھنا ہوگا کہ خصوصاً بلوچستان کے تناظر میں میں بات کروں گا کہ جہاں جہاں اس طرح کی چیزیں ہو رہی ہیں، وہاں ملٹی نیشنل کمپنیز کو اور ہماری اپنی بھی جتنی یہاں ایسی کمپنیز ہیں انکو گام دینے کی ضرورت ہے اس سلسلے میں کہ انکو پابند کیا جائے کہ اپنے لوگوں کا جن کی وجہ سے انکی کمائی چل رہی ہے۔ انکا خیال رکھیں اور یہ ان کی ذمہ داری ہے اور ایک اور شاکنگ نیوز میں آپ کو دوں۔ حالانکہ میں نے یہ ٹیوٹر پر دیا تھا یوں بیٹ کیا تھا کہ پچھلے تین سالوں میں ہماری تین بڑے بڑے ادارے،

پاکستان اسٹیل میں، پی آئی اے اور ریلوے، 705 ارب روپے loss ہے ان تینوں اداروں کا۔ یہ ایسے ادارے ہیں جو کسی بھی ملک کا سرمایہ گردانے جاتے ہیں۔ لیکن بقیتی سے ہمارے یہاں یہ تین بڑے ادارے 705 ارب روپے کا loss اس غریب ملک کو، اس غریب ملک کے غریب عوام کو اتنے بڑے loss کا تخفہ دیتے جاتے ہیں اور یہ کسی عام شام کے اخبار کی خبر نہیں ہے بلکہ ان نے یہ خردی تھی کہ 705 ارب روپے ان تینوں اداروں کا loss ہے۔ اگرچہ اسکا تعلق ذراً سے نہیں بن رہا ہے لیکن آپ کے اور اس ہاؤس کے توسط سے یہ بات میں سب کے نالج میں لانا چاہ رہا تھا کہ ہم کس سمت میں جا رہے ہیں؟ ہم بات کرتے ہیں priority کی، ہم بات کرتے ہیں نئے پراجیکٹس کی، ہم بات کرتے ہیں سی پیک کی لیکن پہلے ہی سے جو چیزیں ہمارے پاس ہیں پہلے ہی سے جو ہمارے ادارے ہیں ان کی ہم نے کیا حالت بنا دی ہے؟ ذراً اس طرف سوچنے کی، انکو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ شکریہ میدم۔

میدم اسپیکر: قرارداد نمبر 114 پیش ہوئی۔ آیا قرارداد نمبر 114 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔
ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی صاحبہ آپ اپنی قرارداد نمبر 115 پیش کریں۔

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ موززار کان اسمبلی کیلئے رہائش گاہ، ایم پی اے ہائل ہاؤسنگ اسکیم کے قیام کیلئے سرکاری زمین کی الامنٹ کو یقینی بنائے۔

میدم اسپیکر: قرارداد نمبر 115 پیش ہوئی۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ اسکی admissibility کی وضاحت کریں۔
ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: شکریہ میدم اسپیکر۔ ابھی اس طرح میرے معزز مہربان زیارتوال صاحب جو یہاں تشریف لائے ہیں اور اس قرارداد کے بارے میں ہنسنے ہوئے مجھے کہا ہے ”کہ میں اس کی مخالفت کروں گا“۔ میں نے کہا بیٹھ آپ مخالفت کریں لیکن ایک ترمیم کے ساتھ کریں۔ میں یہ کہنا چاہوئی کہ جس طرح فیڈرل لا جز، ایم این اے ہائل اسلام آباد میں بننے ہوئے ہیں۔ تو اگر اس طرح ایک غریب صوبہ، ہم ہر وقت غریب صوبہ کہتے ہیں، ہمارے ممبران کو یہ شہر کے چھ ممبرز ہیں، باقی سب ساٹھ ممبرز باہر سے آتے ہیں اگر ایک کالونی اُنکے نام کی نہیں، ان کی رہائش کیلئے آنے والی اسمبلی کیلئے کہنی اسمبلی جب آئے گی تو وہ ممبران کیلئے سرکاری رہائش گاہ، جب تک ان کا tenure ہوتا ہے وہ فیملی بچوں کے ساتھ آکے یہاں رہائش پذیر ہوں۔ ان کیلئے آسانی ہوگی تو اگر یہ ایوان اسکو سمجھتا ہے کہ یہ اچھی چیز ہے تو سپورٹ کریں۔ شکریہ۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال ایڈوکیٹ (وزیر تعلیم): میدم اسپیکر! یہ جو قرارداد اس وقت ایوان کے سامنے ہے محترمہ ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ لے آئی ہیں اس میں بنیادی طور پر جو باتیں یہاں لکھی گئی ہیں اس کے پورے متن کو چیخ ہو کے فیڈرل لا جز کے طور پر ایم پی اے لا جز اور وہ اگر اسمیں ڈالا جائے اور اس طریقے سے اسکو رکھا جائے تو یہ ایک استحقاق ہے ہمارا۔ اور یہاں تو یہ ہے کہ ایم پی اے ہاؤسنگ اسکیم کے قیام کیلئے سرکاری زمین کی الامنٹ کو یقینی بنایا جائے، جو بھی لکھا ہے۔

تو میڈم اپیکر! ہم پورے ایوان کی جانب سے یا ایم پی ایز ہاؤسنگ اسکیم غلط ہے۔ یا ایم پی اے لا جز بنانے کیلئے ہم سفارش بھی کریں گے۔ چونکہ ہمارے دوست جہاں سے آتے ہیں۔ یہ جوبن رہے ہیں یہ شاید کم ہیں اور بھی بنانے چاہئیں۔

میڈم اپیکر: شکریہ۔ جی آغا صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم اپیکر! زیارت وال صاحب اچھا فرم رہے ہیں یا برا، یہ تو انکا اپنا خیال ہے۔ لیکن ایک جواہی بات ہے وہ یہ ہے کہ جو قرارداد یہاں لائی گئی ہے یہ بالکل perfect, valid اور ٹھیک ٹھاک ہے۔ اس پر میں تھوڑی سی روشنی ڈالوں گا۔ اس وقت زرغون ہاؤسنگ اسکیم جو بی ڈی اے کی بن رہی ہے، کیوڈی اے کی ہے یا جس کی بھی ہے، اُنمیں آپ کم سے کم اس وقت کی جو ہماری پارلیمنٹ ہے، ان کیلئے ایک چھوٹا سا کو مختص کر لیں۔ اور چیف منٹر صاحب کے اُس پر ہو کہ وہ ہر پارٹی کے کسی ایک دو یا تین یا جتنے بھی ہو سکیں پلاٹ الٹ کیے جائیں۔ محترمہ! اب آپ دیکھ لیں کہ کراچی میں ڈینپس ہاؤسنگ اتحارٹی میں بھی سندھ اسمبلی کے ممبران کو پلاٹس الٹ ہوتے ہیں۔ چیف منٹر کی recommendation پر انکا کوٹھ ہے پھر اسکے بعد ایم این ایز اور سینٹرل جتنے بھی ہیں ان کو باقاعدہ اسلام آباد میں F-10، F-11، F-12 میں یہ پلاٹس ملے ہیں۔ یہ ایک پروتیگر ہے آپ ابھی اس سے اندازہ لگائیں کہ اس وقت کوئئی کمپنی کے چھ ممبروں کے علاوہ ہم سب جتنے بھی ہیں ہم باہر سے آ کر کے ادھر رہتے ہیں۔ کیا یہ ہمارا حق نہیں بتا ہے کہ ہمیں چن ہاؤسنگ اسکیم میں privilege جو تھا، کوئی پلاٹ الٹ ہو جاتا۔ اسمبلی کے ان ممبران کو اس وقت تو ہم تھے بھی نہیں۔ کیا یہ ہمارا حق نہیں بتا کہ جوئی اسکیم کیوڈی اے نے بیانی ڈی اے نے بنائی ہے اُنمیں پلاٹس الٹ کئے جائیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ ایک وقت میں ساٹھ کے ساٹھ پلاٹس مل جائیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہماری privilege یہ ہونا چاہیے کہ زرغون ہاؤسنگ اسکیم یا جو اس کا ایکسٹینشن ہے اُنمیں ایک limited quota ان کیلئے بھی ہونا چاہیے، صوبائی اسمبلی کے ممبران کیلئے ہونا چاہیے۔ اب جو بات زیارت وال صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہاں وہ فیلیس بن رہے ہیں یا نیڈر لاج بن رہا ہے یا دوسرا بن رہا ہے یہ تو اس وقت اس کی پوزیشن اسمبلی کا ہائل ہے اُسکی کیا پوزیشن ہے۔ تو ہمارے یہ جو لا جز بن رہے ہیں اُنکی بھی یہی پوزیشن ہو گی جو اس وقت ایم پی اے ہائل کی ہے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ چونکہ اس وقت ساٹھ کے قریب یہاں ممبران بیٹھے ہیں اُن میں سے کچھ پلاٹس جو یہاں زرغون ہاؤسنگ اسکیم میں ایلوکیٹ کیے گئے ہیں، جس کو چیف منٹر صاحب کسی بھی اُس کیلئے ایک فارمولہ بنائیں اور وہ existing at a time اس وقت جو اسمبلی ہے اُنکے ممبروں کو آٹھ، دس یا پندرہ next accommodate کر سکیں وہ accommodate کریں جو ہاؤسنگ اسکیم آتی ہیں ان میں بھی اسمبلی کے ممبروں کا کوئی ہونا چاہیے اور یہ allocate ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم اپیکر: شکریہ۔ جی جان جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی: میڈم اسپیکر! میں ذرا تھوڑی سی تفصیل دیتا جاؤں گا اسلام آباد اور کوئٹہ دونوں کی۔ 1985ء میں جب جو نیجو صاحب وزیر اعظم بنے تھے تو اُس وقت سینٹر ز اور ایم این ایز کو بھی اسلام آباد میں پلات الٹ ہوئے۔ اسلام آباد میں تھا یہ حالات بھی نہیں تھے لوگ گھر بھی نہیں بنانا چاہتے تھے۔ اسلام آباد کی یہ حالت تھی کہ ریڈ لائٹ پر بھی لوگ روڈ کراس کر جاتے تھے یہ نہیں ہوتی تھی۔ یہ 1985ء اور 1988ء کے درمیان، یہ اُس وقت الٹ ہوئے سینٹر ز اور ایم این ایز کو پلات اسلام آباد کرنے کیلئے اور ایک عوامی نمائندوں کو کیونکہ لا جزا نہیں بنے ہوئے تے۔ اور پھر اُس وقت تھا اسی میں پورے نہیں ہو رہے تھے تو اس وقت یہ کرایا گیا کہ پلات الٹ کریں۔ لیکن قیمت وہی دیس جو ڈی اے مقرر کر دیتی ہے۔ تو انہوں نے سی ڈی اے میں اپنے پیسے جمع کرائے اور ان کے پلات الٹ ہوئے۔ دوسرا اس وقت تک 22 گریڈ کا جو آفیسر بن جاتا ہے وفاقی حکومت کا، اُسکو اس وقت پلات الٹ کیا جاتا ہے 2016ء میں۔ باقی میں گریڈ کا جو سروں اپنی کمپلیٹ کرتا ہے اُسکو اسلام آباد میں پلات الٹ ہوتا ہے۔ اس کو بھی سامنے رکھیں۔ اسی اثناء میں 1992-1993ء میں آ کے پہلی دفعہ پارلینمنٹری لا جز بنے، جو موجودہ ہیں۔ اور ان کے موجودہ پارلینمنٹری لا جز کے چوہے بہت مشہور ہیں، بہت موٹے صحت مند چوہے ہیں۔ اسلام آباد کا چوہا اور ہر چیز صحت مند ہوتی ہے۔ اُس کی تفصیلات بتا دوں گا تو وہ لا جز بنے وہ بھی نا مکمل۔ کیونکہ آپ کے اسمبلی کے ارکان اور سینٹ کے ارکان بڑھتے گئے۔ ابھی بھی سو کے قریب لا جز بن رہے ہیں وہاں اور اچھے لا جز بن رہے ہیں۔ مجھے ہندوستان جانے کا اتفاق ہوا تو اُدھر لوک سمجھا اور راجہیہ سمجھا والوں کے بھی ہیں آپ کے لا جز۔ وہ سرکار maintain کرتی ہے اور بڑے concessional rates پر اور بڑے بہت nominated rates کرتے ہیں۔ جب میں وہاں سے آیا تو کچھ دیکھ کر آئے تھے ادھر ہم نے یہاں within the Assembly بغير گورنمنٹ کے الٹ کرائے ہوئے پارلینمنٹری لا جز کا concept کا گھر تو نہیں ہے۔ اس کا پرمٹ ایڈر لیس بھیت ایم پی ایز جو جن کے گھر نہیں ہے، پنجگور سے حاجی سلام آرہا ہے، مثال بہت سی یہیاں کہاں کہاں سے آ رہی ہیں پرس علی کو حب سے آنا پڑتا ہے۔ وہ تو ہے وہ دوسرے ذرائع ہیں نا۔ جو اپنادیتی گھر تو نہیں ہے۔ اس کا پرمٹ ایڈر لیس بھیت ایم پی اے تو پنجگور ہے نا۔ مولانا واسع کا پرمٹ ایڈر لیس قلعہ سیف اللہ ہے نا۔ سروے تو نہیں ہے نا۔ تو انکا جو پرمٹ ایڈر لیس ہے اسی کے مطابق یہ سارا۔ تو اُدھر کام شروع کیا گیا۔ کام نہیں شروع کیا گیا پسیے روک دیئے گئے۔ وہ ابھی سارا جسے in the earth انگلش میں کہتے ہیں کہ پڑا ہوا ہے کہ کچھ اور لا جز بن جاتے، اسکیم منظور ہو گئی تھی، پارٹ آف دی فناں ایکٹ، فناں بل جب ایکٹ بن گیا تھا اس پر عمل رکا ہوا ہے۔ concept ہی نہیں ہے کیونکہ یہاں ہم دوسرے کاموں میں پڑ گئے ہیں بھی ایم پی ایز کی رہائش کا کیا کرنا ہے۔ موجودہ جو ایم پی اے ہائل کی حالت ہے، اسے تو اگر ژوب سے آدمی ڈی آئی خان بس پر جا رہا ہو ناں رات رہنا پڑے ژوب

کے مسافر خانے میں، اُسکا اسٹینڈرڈ بھی اس سے بہتر ہے۔ پتہ نہیں کیسے یہ میرے بھائی رہتے ہیں، پانی ٹپک رہا ہے، جب چھت گرے پھر کوئی شہید ہوتا پھر کسی کو خیال آیا گا۔ اُسکو تو مسماਰ کر کے اُسکی جگہ آپ نئے پارلیمنٹ لارجز بنادیں۔ پارلیمنٹ لا جز کا مقصد ہے with-family ایک ایم پی اے رہ سکے۔ اور ایک ایمیں secure environment میں رہ سکیں۔ یہ نہیں ہے مثلاً ماجدابڑا آرہا ہے گرین ٹاؤن سے تو اُسکو دس گن مینوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ کیونکہ وہ مomo منٹ کر رہا ہے، سیکورٹی کنڈیشنز آپ کے شہر کی ایسی ہیں۔ آپ کے صوبے میں کچھ علاقوں کی ایسی ہیں۔ تو یہ concept ہوتا ہے کہ زندگی پارلیمنٹ ہاؤس کے رہیں۔ یہ ہمارا پارلیمنٹ ہاؤس یہ صوبائی اسمبلی اُدھر سے چل کر کے آ جایا کریں۔ جیسے ابھی بھی پارلیمنٹری لا جز جو اپنا رہ رہے ہیں۔ اپنا حامد خان صاحب وہاں رہ کر آئے ہیں۔ وہاں سے walk کرتے ہوئے سب پارلیمنٹ ہاؤس چلے جاتے تھے۔ دوسرے بھی ایسے اراکین جو ادھر آئے walk کرتے ہوئے سیدھا ہم پارلیمنٹ ہاؤس میں چلے جاتے تھے یہ concept ہے۔ جی ابھی وہ یہ فصلہ کرنا ہے اس ہاؤس نے اور سی ایم نے یہ کشمی دیوبی کامنہ کھونا ہو گا۔ درست کرنے کے لئے چیزیں، سنسنے گا، کیسے نہیں سنسنے گا۔ انہوں نے ہمارے ساتھ چلانا ہے یا اکیلا جائیگا؟ یہ سن لیں پھر معاملات اس طرح ہوتے ہیں۔ جعفر خان! آپ ذرا آنچ مت کریں نا۔ ادھر ذرا سی ایم صاحب کو سنسنے دیں۔ ابھی تو آج کل تازہ تازہ ڈومنڈر ٹرمپ جیتا ہے۔ اور اس کی بھی ایک بات اجازت دے گی اگر اسپیکر صاحبہ تو ساتا جاؤں گا۔ تیسرا شادی بھی ماڈل سے کی ہوئی ہے، پہلے بھی ماڈل سے تھی دوسرا بھی ماڈل سے تھی، تیسرا بھی ماڈل سے۔

جناب عبدالجید خان اچھی: آپ کا ارادہ کیا ہے؟

میر جان محمد خان جمالی: ہمارے بہت اچھے ارادے ہیں جو آپ کے ارادے ہیں۔ اچھا تو میری گزارش ہے یہ موجودہ ایم پی اے ہائل کو آپ کو مسماਰ کرنا پڑیگا۔ اُدھر پارلیمنٹ لا جز بنانے پڑیگے آپ کے ایم پی ایز کے لئے کیونکہ ابھی بھی آپ اچانک نکلیں یہاں سے نواب شاء اللہ نکلیں، پتہ چلے گا ان ساٹھ کمروں میں سے تمیں، پینتیس میں unwanted لوگ رہ رہے ہیں۔ تو یہ courtesy، میرادوست ہے محمد جان، بس وہ جس کو چڑھادے یا ادھر بڑھادے، وہ میرادوست، میں جب پہلی دفعہ 88ء میں ایم پی اے آیا تھا تو یہ concepts ہیں۔ تو یہ بتیں تھیں میں نے کہا آپ کو بتاتا جاؤں تاکہ ڈومنڈر ٹرمپ کی بتیں وہ آپ نے نکال دی تھیں، تین گھروالی ہیں، تینوں ماڈلز، ٹھیک۔ اُسکو گوروں نے۔ اور وجہت نے ہمارا جواہر نکرے، میں تھوڑا جگاؤں نا سوگئے یہی mentaliyat۔ تورات کے بارہ بیجے نیویارک سے دے رہا تھا، اُدھر سے کہتا ہے ہیلری نہیں جیتنے لگی، پاکستان کے عوام سن لو یہ عیسائیوں نے دوڑ دیئے ہیں، عیسائیت اور عیسائی ذہنیت ہے کہ ابھی وہ کہتے ہیں کہ گورے ہیں، ہم حکمرانی کریں۔ اور اسکے الفاظ تھے میں quote کرتا ہوں۔ زنانی کو صدر نہیں بننے دینگے۔ یہ امریکہ ہے 2016ء جو ہمارے سے ڈیڑھ سو سال آگے چا رہا ہے، بہت شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ جی ڈاکٹر شمع اسحاق صاحب۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: شکریہ میڈم اسپیکر! میں بھی اس قرارداد کے حق میں ہوں۔ لیکن میں یہ چاہتی ہوں جس طرح یہاں لکھا ہے کہ ایم پی اے ہاؤ سنگ اسکیم۔ میں یہ سمجھتی ہوں جس طرح کہ اسلام آباد میں پارلیمنٹ لا جزا اور کراچی میں بھی فیڈرل لاج اور قصرِ ناز کے نام سے جو کمرے بنے ہوئے ہیں اگر ان کی location کو دیکھیں، جگہ دیکھیں، مطلب فیملیز وہاں رہ سکتی ہیں۔ یہاں جب ہمارے ممبر ز آتے ہیں جیسے ہم پنجگور، تربت یا کہیں سے بھی دیکھ لیں، وہ اپنی بیوی بچوں کے ساتھ وہاں نہیں رہ سکتے ہیں۔ جس طرح کہ سب نے وہی الفاظ کہے کہ واقعی جب ہم وہاں جاتے ہیں اُس کی حالت دیکھتے ہیں وہ کا کروچ اور بلیوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ بیحد گندھے پردے لٹکے ہوئے۔ کبھی ہماری کوئی مینگ وہاں ہوتی ہے تو ہمیں بڑے افسوس کے ساتھ اپنے جو دوسرے ممبرز ہمارے کراچی یا اسلام آباد سے آئے ہوتے ہیں انہیں وہاں بیٹھنا پڑتا ہے۔ ان کی حالت انتہائی ناگفتہ ہے تو ہونا یہ چاہیے کہ کوئی اس طرح کا یہاں کوئی فیڈرل لاج کے نام سے یا پارلیمنٹ لا جزا کی طرح کا کوئی یہاں اس طرح کا بننا چاہیے جس میں وہ فیملیز آ کے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہیں۔ اور جب یہ ٹائم ختم ہو جاتا ہے اسی میشن تو وہ اپس چلے جاتے ہیں۔ تو اس طرح کا کوئی یہاں سسٹم ہونا چاہیے تاکہ جو آنے والی ہماری نسلیں ہیں وہ بھی پھر ہمیں دعا کیں دے سکیں، شکریہ۔

میڈم اسپیکر: جی گورنمنٹ کی طرف سے، آپ بولنا چاہتے۔ عبدالجید صاحب جی۔

جناب عبدالجید خان اچھذی: میڈم اسپیکر! یقیناً قرارداد ڈاکٹر صاحبہ لائی ہیں، ہم جتنے ممبر زادھر بیٹھے ہوئے ہیں سب کے کوئی نہ میں گھر ہیں سب ٹھیک ٹھاک ہیں۔ آغا صاحب کا گھر تو چھوڑوا سکے گھر میں تیس بیل بھی ہیں دودھ دینے والے۔ لکنا گھر ہے اُن کا اندازہ آپ لگائیں کہنے اکیڑ پر ہے۔ اور مولا ناصاحب کا ذکر کر رہے ہیں کیا مولا ناصاحب کا گھر سروے میں نہیں ہے؟ جمالی صاحب کا نہیں ہے فلا نے کا نہیں ہے؟ 71 ارب روپے کا بجٹ ہے ڈیلپمنٹ کا آپ یہ اسکیم شروع کروارہے ہیں اور کیا ممبروں کا یہ خیال ہے کہ ہر دفعہ انکا حق ہے کسی اور کا حق نہیں بنے گا۔ عمر کا بھی کوئی خیال کریں۔ واقعات ہو سکتے ہیں قدرتی واقعات ہو سکتے ہیں میں اس کی کبھی حمایت نہیں کروں گا نہ ہمیں اسکیم چاہیے۔ سب کے پاس گھر ہیں اور اگر کوئی کام ہو سکتا ہے کروادیں۔

میر جان محمد خان جمالی: میڈم اسپیکر! ٹیکم کا concept کسی کا نہیں ہے، پارلیمنٹ لا جزا کے جائیں۔ پارلیمنٹ لا جزا جائیں آج آپ 65 ممبر ہیں، اگلی consensus کے بعد آپ ستر، اسی ہو جائیں گے یہ بڑھتے جائیں گے۔ آپ اپنے فیوج کے بارے میں سوچیں کہ بہت سے ایسے ایم پی ایز آئینے آپ کے جن کے پاس گھر نہیں ہونگے۔ تو یہ پھر انہی پارلیمنٹ لا جزا کو استعمال کریں گے۔ اس کو rephrase کر دیں۔

میدم اپسکر: شکریہ۔ جی مولانا واسع صاحب Floor is with you، مولانا واسع صاحب۔

مولانا عبدالواحش (قائد حزب اختلاف): اپسکر صاحبہ! قرارداد کے حوالے سے بھی ساتھیوں کا شاید ابھی تک، مجھے تو قرارداد لگ رہا ہے وہ اس طرح ہے کہ زمین الٹ کیا جائے جیسے کہ سینٹ کے لئے ایک سوسائٹی تھی یا کوئی ایم ایس ایز وغیرہ کی، اس طرح سرکاری زمین پلائٹ کے حوالے سے میرے خیال میں، قرارداد کی روح مجھے اس طرح لگ رہی ہے۔ اور ایم پی ایز کچھ یہ کہتے ہیں کہ لا جزاً بناؤ۔ لا جزاً ایک الگ چیز ہے اور یہ ایک الگ چیز ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں کہ ہم اسکی مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ آئریڈی سرکاری زمینات سارے ان لوگوں نے الٹ کر دیے ہیں۔ اور ہمارے پاس اتنی زمین ابھی ہے نہیں کہ ایم پی ایز کے لئے الٹ کر دیں۔ لہذا کیوں ہم قرارداد کو بے وقت بنائیں گے۔ اور قرارداد پاس کر کے کوئی زمین نہیں ہے، وہ سارے انہوں نے الٹ کر دیئے اور سارا ختم کر دیا۔ کوئی میں ابھی میرے خیال میں سرکاری کوئی زمین اس موجودہ حکومت نے نہیں چھوڑ دی ہے۔ اس لئے میں مخالفت کرتا ہوں۔

میدم اپسکر: شکریہ۔ جی گورنمنٹ کی طرف سے اگر کوئی بولے۔

نواب شاء اللہ خان زہری (قائد ایوان): بسم اللہ الرحمن الرحيم Thank you Madam Speaker یہ جو قرارداد آئی ہے اسکو ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ نے پیش کی ہے، اسکو ہم سپورٹ کرتے ہیں۔ اور پہلے ہی میرا اس طرح کا ارادہ ہے اور میں چاہ رہا ہوں کہ یہاں ہمارے جو منسٹر صاحبان ہیں، کل کو مولانا صاحب نے بھی بننا ہے یہاں منسٹر اور دوسروں نے منسٹر بننا ہے۔ اور میرا تو ارادہ ہے کہ جیسے اسلام آباد بلکہ میں نے بات بھی کی ہے آپ لوگوں سے سلیم بھائی۔ آپ لوگوں سے بات کیا اسلام آباد میں زمین ڈھونڈ رہا ہوں۔ ایک زمین مجھے نظر آئی ہے وہاں، میں نے منسٹر اینکلیو سوچ رہا ہوں کہ وہاں منسٹر اینکلیو بناؤں تاک کہ کوئی ہمارا منسٹر سیٹ ناون میں رہا ہے۔ تو کوئی منسٹر سریا ب میں رہ رہا ہے کوئی ریلوے ہاؤسنگ میں رہ رہا ہے۔ وہ وہاں رہیں اور ایم پی اے صاحبان کے لئے بھی ہم زمین ڈھونڈ رہے ہیں۔ ابھی بھی میں جعفر خان صاحب سے بات کر رہا تھا۔ میں نے کہا کوئی ایسی زمین ہو جہاں ہم جو اسلام آباد لاجز type کے پاریمنٹ لاجز ہیں، اس طرح کے دو، دو بیڈ روم کے ڈرائیکٹ روم ہو ایک ڈائیکٹ روم ہو اسیں بیڈ روم ہو کچن ہوتا کہ کوئی اپنی فیملی کے ساتھ رہے۔ اور اس میں بھی ہو۔ تو انشاء اللہ مولوی صاحب ایسی کوئی بات نہیں اسیں ہم سوچ رہے ہیں کام کر رہے ہیں۔ اور زمین بھی ہو گی، اگر زمین نہیں ہوتی ہے تو یہی ہم بات کریں گے۔ یہ جو بے طریقے سے یا ایم پی اے ہاٹل بناؤا ہے، مطلب اس وقت بنایا تھا، اس وقت کے requirement کے حوالے سے، بے ترتیب جو بناؤا ہے اسیں لان بھی ایک بہت بڑا ایریا ہے۔ اگر اسکو بھی ہم dismantle کریں تو پہنچھے، سترا سمیں اچھے لاجزوں بناسکتے ہیں۔ اس کے آگے بھی زمین ہے تو اس پر قرارداد تو آئی ہے۔ لیکن اس پر پہلے سے ہی ہم سوچ رہے ہیں اور انشاء اللہ جب زمین ہمیں ملے گی۔۔۔ (مدخلت)

جناب عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ (وزیر تعلیم): متن کو ٹھیک کریں گے یہ قرارداد لائی گئی ہے۔
قائد ایوان: ہاں وہ متن کو ٹھیک کریں گے آپ لوگ لے آئیں لیکن اسکی ہم بھر پور حمایت کرتے ہیں۔ اور یہ وہ ہو گا کہ کل ہم بھی اپوزیشن میں بیٹھے ہوں گے۔ تو ہمیں بھی کوئی ٹھکانہ ہو گا۔ نہیں نہیں، میں یہی کہہ رہا ہوں ہر وقت کوئی کسی نے بھی وہ آنا ہو گا۔ لیکن یہ آپکا استحقاق ہے ہمارے لوگوں کا سب کا استحقاق ہے۔ مجھے تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پہلے وہ والی جو حکومتیں یہاں رہی ہیں انہوں نے اپنے آزادیبل ممبران صاحبان کیلئے یا آزادیبل ایم پی اے صاحبان کے لئے جو یہاں اس معزز ایوان کے ممبر ہیں، انکے لئے پہلے یہ کیوں نہیں سوچا گیا۔ کیونکہ ایم پی اے ہائل کی جو حالت ہے وہ میں دیکھتا ہوں وہ تو میرے خیال میں قابل رشک ہے اور وہ رہنے کے، رحم، رحم۔ میں نے رشک کہہ دیا آپ نے رحم کہہ دیا۔ تو اسکو جتنا بھی ہم renovate کرنے کی کوشش کریں گے ہم نے کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ابھی تک نہیں بن سکا ہے۔ تو اس پر مولانا صاحب انشاء اللہ تم بنائیں گے، ہم زمین ڈھونڈ رہے ہیں۔ ایک تو پارلیمنٹ لا جز کے لئے ڈھونڈ رہے ہیں۔ اور ایک زمین میرے ذہن میں ہے جس کے منستر انکلیو، ہم اسکو منستر انکلیو کا نام دینگے اور انشاء اللہ ممبر میں revise کریں گے، ہم اسکو revised-budget میں لے آئیں گے۔ تو ہم اسیں اسکو ڈال دیں گے۔ نہیں تو next آنے والے بجٹ میں ہم اسکو ڈالیں گے۔ تاکہ وہ آگے چل کے سب کیلئے ایک وہ ہو۔ ہم اپنے لئے نہیں کر رہے ہیں لیکن ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ ہم کچھ ایسی روایتیں یہاں ڈال کر کے چلے جائیں تاکہ آنے والی حکومتیں اُنکو follow کریں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو ہماری بجا بھی، بہن جو قرارداد لے آئی ہیں، تو اس کی ہم حکومت کی طرف سے سب کی طرف سے اسکو بھر پور سپورٹ کرتے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہماری کوشش ہو گی کہ ہم اسکو عملی جامہ پہنائیں۔ thank you

میڈم اپسکر: شکریہ۔ جی کھیزان صاحب! ابھی اسی پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟ جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: جیسی ایم صاحب نے کہا ”کہ زمین کا میں وہ کرتا ہوں“۔ زمین کی kindly مرکز میں آپ کی حکومت ہے آپ کی پارٹی ہے۔ یہاں بھی یہ جو ریلوے کے یہاں یا اپنے بنگلے ہیں DS کا ہے، AN کے ہیں، EN کے ہیں، یہ ایکڑوں میں ہیں۔ اگر آپ دونوں بنگلے بھی انکے مرکز میں بات کر کے، ریلوے سے، فضول پڑے ہوئے ہیں جنگل بنے ہوئے ہیں۔ آپ خود بھی تشریف لے گئے ہوں گے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ وہ ایک وہ Hut بنا ہوا ہے۔ اسیں جو وہ آفسرزہ رہ رہے ہیں باقی دنیا ہاں کی جھاڑیاں اور گندھ وغیرہ ہے، اتنے وسیع و عریض ہیں کہ وہ اگر آپ دونوں بنگلے بھلے مرکزی حکومت آپکو دیے الات کر دیتی۔ ریلوے کی ہے یا آپ ان سے purchase کر لیتے ہیں تو پارلیمنٹ لا جز بالکل walking distance پر بھی آپ کے آجائیگا۔ heart of the city بھی آجائیگا۔ مطلب ہے ہسپتال کیلئے بھی approach ہو جائیگی۔ سکول بھی اُس کے نزدیک ہو گا۔ اور جیسے دبئی میں سی ایم صاحب نے آپ نے دیکھا ہے کہ وہ

بنی ہوئی ہیں، مطلب ہوٹل اپارٹمنٹس، دو بیڈ رومز ایک ڈرائیگ روم، چھوٹا سا کچن یا ایک بیڈروم مطلب اسکے حساب سے اگر دو بنگلے بھی آپ purchase کر لیں تو ہترین قسم کا ہوگا۔ آپ کو ایک پی اے ہاٹل گرانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ یا آپ کمرشل base پر چلا دیں آپ کی بہترین یہاں ہوٹلگ ہو جائیں گی۔ آپ جب پٹ فیڈر سے کوئی کیلئے پانی لاسکتے ہیں تو میرا خیال ہے آپ کیلئے خریدنا مسئلہ نہیں ہے۔ thank you very much

قائد ایوان: خریدیں گے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ پر اپ طریقے سے ایک زمین بھی اچھی ہو، یہاں اسمبلی بھی نزدیک ہے۔ یہاں آپ کاریڈر زون بھی نزدیک ہے۔ اس کو بھی اگر آپ پارلیمنٹ لا جز بناتے ہیں تو اس کو آپ ریڈر زون بھی کریں گے۔ تو ہم انشاء اللہ بنا سکیں گے تو اچھی جگہ پر ہم بنا سکیں گے۔ تو ویسے ہی یہ وہ میرے خیال میں تو کوئی نہیں ہے اسیں۔ سوائے آپ لوگوں کے ہمارے سردار صاحب اور آپ کے گارڈز کے علاوہ تو میرا خیال ہے اس ایم پی اے ہاٹل میں کوئی نہیں رہتا ہے۔ تو اگر تم اس کو use میں لا سکیں گے، اچھی prime میں لا سکیں گے تو وہ جگہ پر بھی ہے اچھی جگہ پر ہے۔ تو اس میں کیا حرج ہے، کوئی نہیں ہے۔ بہر حال میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ڈھونڈیں گے۔ اور اس کو انشاء اللہ میرے ذہن میں شروع دن سے جب سے میں نے حلف اٹھایا تھا، اُسی وقت سے میں وہ کر رہا تھا۔ تو میں سوچ رہا تھا کہ پہلے منظر اور ایم پی ایز کیلئے ہم شروع کریں۔ پہلے ہم منظر کیلئے پھر میں نے کہا اب اگر منظر کیلئے شروع کریں گے، منظر کو تو already اتنا استحقاق تو ہے۔ ان کو اگر بغلہ نہیں ملتا ہے تو اس کا کرایہ تو ملتا ہو۔ لیکن میں نے کہا اکھٹے اسکو شروع کریں گے۔ تو انشاء اللہ اسکو ہم جلدی شروع کریں گے۔ کافی زمین ہمارے پاس ہے۔ ہم ٹوٹل 65 لوگ ہیں، زیادہ سے زیادہ اگر ہماری اسمبلی زیادہ بڑھے گی، sensus ہوگی۔ اس کے بعد ہماری انشاء اللہ میں، تمیں سیٹیں اور زیادہ بڑھ جائیں گی۔ تو میں یقین دلاتا ہوں آپ کو کہ ہم اس پر لگے ہوئے ہیں اور اسکو انشاء اللہ ممکن کریں گے۔ شکریہ۔

ڈاکٹر حامد خان اچخزی: سردار صاحب نے جو کمرشل کی بات کی۔ ابھی اسمبلی کے ساتھ ہم کمرشل ایسا یا کس طرح کر سکتے ہیں؟

میڈم اپیکر: چونکہ قائد ایوان نے یقین دہانی کرادی ہے الہما محک سے گزارش ہے کہ وہ قرارداد کا متن proper انداز میں لا کر جس طرح سے تمام ممبران کی انہوں نے اپنی reservations بتائی کہ اس طرح سے ہونا چاہئے، ہاؤسنگ اسکیم سے ہٹ کر بلکہ اسے provincial lodges ایم پی ایز کے لیے اور جیسا کہ قائد ایوان کا کہنا ہے کہ Minister تو اُسکے حساب سے قرارداد بنا کر 12 نومبر 2016ء کے اجلاس میں پیش کریں۔ محترمہ انتیا عرفان صاحب!
آپ اپنی قرارداد نمبر 116 پیش کریں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: میڈم اپیکر! 12 نومبر کا کیا فرمایا آپ نے؟

میدم اپسیکر: اس کا reframe کر کے دوبارہ پیش کریں گے۔ جی انتیا صاحبہ پلیز۔

محترمہ انتیا عرفان: میدم اپسیکر صاحبہ! قرارداد نمبر 116۔ ہر گاہ کہ اقلیتی برادری سے تعلق رکھنے والے محکمہ بلدیات کے 1935ء سے سرکاری کالوںیوں میں جس میں بستی پنچابیت کاسی روڈ، جمنانہ جوانٹ روڈ، میونپل کالوںی کاسی روڈ اور میونپل کار پولیشن ہزارہ ٹاؤن شامل ہیں، حکومت کی جانب سے ان کالوںیوں کی نہ تو مرمت کی مدین کوئی فنڈ زکار اجر اہوتا ہے نہ، ہی سیکورٹی کا کوئی بندوبست ہے۔ جس کے باعث ان کے مکانات خستہ حال ہو گئے ہیں۔ نیز اتنے طویل عرصے سے ان کالوںیوں میں رہائش پذیر ملازمین مالکانہ حقوق کے طلبگار ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مذکورہ سرکاری کالوںیوں میں اقلیتی برادری سے تعلق رکھنے والے محکمہ بلدیات کے رہائش پذیر سرکاری ملازمین کو مالکانہ حقوق دینے کے ساتھ ساتھ سیکورٹی کا خاطر خواہ انتظام کو بھی یقینی بنائے۔ شکریہ۔

میدم اپسیکر: قرارداد پیش ہوئی محترمہ! آپ اس کی admissibility کی وضاحت کریں گی؟

محترمہ انتیا عرفان: thank you اپسیکر صاحبہ۔ آج کی یہ قرارداد بہت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ آج سے پہلے ان غریب لوگوں کے لیے کہی کوئی آوازنہیں اٹھائی گئی۔ جیسا کہ آپ جانتی ہیں میدم اپسیکر! کہ یہ گھریں 1935ء میں بنائے گئے تھے اور آج تک ان گھروں کی مرمت کا کوئی کام نہیں کیا گیا۔ اور یہاں رہنے والے، یہاں ان گھروں کی حالت نہایت ہی خستہ ہے۔ اور ایک ایک گھر میں دو دو، تین تین families رہتی ہیں، بچے ہیں، بڑے ہیں اور بہت ساری مشکلات سے یہ دوچار ہیں۔ اس سے پہلے کہ پاکستان وجود میں آیا یہ گھر تب ہی بنائے گئے تھے۔ اور ان ملازمین کو کبھی بھی آج دن تک ان سے ان گھروں کا کراچی بھی وصول کیا جا رہا ہے۔ اور ان کے لئے کسی قسم کا کوئی فنڈ یا کوئی بھی کام نہیں کیا جاتا۔ تو میں اپیل کرتی ہوں کہ ان کو مالکانہ حقوق دینے جائیں یا کہ اسکے لیے کسی بھی قسم کی کالوںی کا اعلان کیا جائے جو دو دو گھروں کا یونٹ ہوں۔ تاکہ ان کی زندگی بہتر طریقے سے بسر ہو سکے۔ اور ان میں احسانِ محرومی کم ہو سکے۔ شکریہ۔

میدم اپسیکر: شکریہ۔ جی کوئی اس پر بات کرنا چاہتا ہے۔ جی ڈاکٹر حامد اچنزا صاحب! اچھا آپ جانا چاہ رہے ہیں۔ جی ولیم برکت صاحب۔

جناب ولیم جان برکت: شکریہ میدم۔ سب سے پہلے تو میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان بننے سے پہلے کی جتنی بھی کالوںیاں یہاں ذکر کی گئی ہیں وہ بنی ہوئی ہیں۔ اور یہ صرف کوئی کالوںیاں ہیں، اگر آپ باہر جائیں تو ہر ضلع میں جو کالوںیاں ہیں، sanitations staff کی، وہ اسی حالت میں ہیں۔ اور یہ بڑی بد قسمتی ہے کہ اس کالوںی میں جو ایک گھر ہے وہ 8 یا 10 فٹ سے زیادہ بڑا نہیں ہے اور چھوٹا سا اسکا چکن ہوتا ہے اور اسکی انکی تین جزیشیں سے وہ گھر انکے پاس ہیں اور وہ انہی میں رہ رہے ہیں اور اوپر چھت پر انہوں نے کبوتروں نماڑوں بے بنائے ہوئے

ہیں اور اپنی زندگی بس رکر رہے ہیں جو کہ انسانی لحاظ سے بھی اور حکومت کی توجہ کے وہ متلاطفی ہیں۔ یہ تو ایک انسانی المیہ ہے اپنی جگہ پر۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ وہاں اور بہت سارے مسائل بھی ہیں۔ جیسے میڈم نے سیکورٹی کے بارے میں کہا کہ وہاں ان کا لوئیوں میں اس طریقے سے لوگوں کا آنا جانا ہے کسی قسم کی روک تھام نہیں ہے منشیات وہاں عام دی جاتی ہیں جو بھی جس کا ہم ذکر کر رہے تھے پہلے۔ وہاں سرعام منشیات بھی جاتی ہیں اور وہاں کی آبادی کے علاوہ باہر سے لوگ آ کرو ہاں خرید و فروخت کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے نہ صرف وہاں کی جزیش خراب ہوئی ہے۔ بلکہ اسکے ارد گرد کے علاقے بھی متاثر رہتے ہیں۔ تو اس لئے میں ذاتی طور پر یہ گزارش کروں گا اس ایوان کے سامنے کہ ان کا لوئیوں کی حالت زار کو دیکھا جائے اسکو بہتر کیا جائے اور جس طریقے سے کہ ہر شہر کی آبادی ہے کوئی نہ کوئی لیں اُس وقت شاید اسکی آبادی پانچ یا چھ لاکھی، اب تمیں لاکھ کے قریب ہے اور staff sanitations جس کی ضرورت بڑھ گئی ہے وہ ان کا لوئیوں میں نہیں رہ سکتے ہیں۔ لہذا حکومت کو اس طرف بھی دیکھنا ہے کہ وہ نئی کالوئیاں بنائے تاکہ وہ ان کا لوئیوں میں آباد ہوں۔ اور اپنی اُن تمام ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نجاتیں۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: حج عبد الرحیم زیارتوارل صاحب۔

وزیر تعلیم: شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ۔ جو قرارداد محترمہ انتیا عرفان صاحبہ لے آئی ہیں اُنہیں دو تین باتیں ہیں۔ ایک وہ کالوئیاں بنی ہیں، بہت پہلے عرصے کی وہ بات کر رہے ہیں کہ اس عرصے سے اب تک، 1935ء سے، میں نہیں سمجھ رہا ہوں کہ جہاں جہاں ہماری سرکاری وہ ہیں، اُسکے لیے کرایہ S&GAD کے ذمے ہوا کرتا ہے۔ انہوں نے ان سے کیوں نہیں کہا ہے اور S&GAD نے اسکوں بنیاد پر نظر انداز کیا ہے یہ آپ کے نوٹس میں ہو۔ ان سے کہنا پڑیگا کہ repair کے حوالے سے بالکل انکا جو مطالبہ ہے وہ درست ہے۔ پھر اُس کے علاوہ دوسری جوبات کی ہے سیکورٹی کی، وہ بھی درست ہے کہ سیکورٹی گورنمنٹ کے طور پر ہم انکو provide کریں گے اور اصل میں جوبات وہ لے آئی ہیں یعنی قرارداد میں جوبات انہوں نے کہی ہے وہ یہ ہے کہ ماکانہ حقوق۔ جو کالوئیاں ہیں ان کے ماکانہ حقوق ہمیں دینے جائیں۔ تو ماکانہ حقوق میڈم اسپیکر! ایسا ہے کہ جو لوگ سرکاری ملازمت میں ہوتے ہیں انکو والاث کیا جاتا ہے۔ جب سرکاری ملازمت ختم ہو جاتی ہے تو انکی وہ الٹمنٹ بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اگر انکے گھر کا کوئی دوسرا آدمی سرکاری ملازمت میں ہو تو انکو والاث ہو جاتا ہے۔ نہ ہونے کی صورت میں انکو خالی کرنا پڑتا ہے اور دوسرا جو ملازم گورنمنٹ کا کام کر رہا ہوتا ہے اُنکو والاث ہو جاتا ہے۔ تو ماکانہ حقوق اس میں ہم اس کو نہیں دے سکتے۔ یہ پیلک پر اپرٹی ہیں اور پیلک پر اپرٹی جس طریقے سے چل رہی ہے اُس طریقے سے ہم انکو چلانا چاہیں گے۔ اور جو اسکی needs ہیں، جو ضرورتیں ہیں، انکو پورا کرنے کے لیے آپ کی طرف سے بھی ہم، اب نواب صاحب بیٹھے ہیں، ہم ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھی۔ اور اس کے علاوہ ان کے لیے جوبات کر رہے ہیں

ہاؤ سنگ اسکیم چاہئے۔ اور کوئی جو اس وقت وہ ہے میں انکے ساتھ۔ ولیم برکت صاحب کو پہلے سے کہہ چکا ہوں کہ واقعًا آپ کیلئے ایک اور بھی کالونی ہونی چاہیے۔ جس میں آپ کے لوگ وہاں جا کر رہائش پذیر ہوں۔ اور نواب خود سے کہہ رہے ہیں کہ اس پر ہم سوچ رہے ہیں۔ اس کے لیے زمین ڈھونڈ رہے ہیں۔ وہ بھی انکے لیے بنانے کر دیدیں گے تو وہ اپنی جگہ پر۔ لیکن ماکانہ حقوق کے حوالے سے یہ قرارداد کے متن سے نکالیں گے۔ باقی چیزوں پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم اسکو support کرتے ہیں، ماکانہ حقوق انکو نہیں دے سکتے ہیں thank you

میڈم اسپیکر: انتیا صاحبہ! اس پر agree ہیں کہ ماکانہ حقوق کو نکال کر ہم باقی قرارداد ہاؤس کے سامنے منظوری کے لیے پیش کر دیں۔

محترمہ انتیا عرفان: جی میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے۔ اس amendment کے ساتھ کہ یہ ماکانہ حقوق، کیونکہ اسکے اوپر گورنمنٹ بعد میں جو بھی چیزیں دیکھے گی۔ اب قرارداد نمبر 116 اس amendment کے ساتھ کہ ماکانہ حقوق اس سے نکال دیئے جائیں۔ آیا اس قرارداد کو منظور کیا جائے؟ قرارداد نمبر 116 amendment کے ساتھ منظور ہوئی۔

محترمہ انتیا عرفان صاحبہ! آپ اپنی قرارداد نمبر 117 پیش کریں۔

محترمہ انتیا عرفان: قرارداد یہ ہے کہ محکمہ بلدیات میں تعینات و رکرز جس گریڈ میں بھرتی ہوتے ہیں اُسی میں ریٹائر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان ملازمین کی آپ گریڈیشن کے لیے تاحال کوئی پالیسی مرتب نہیں کی گئی ہے۔ جبکہ اسکے بر عکس دیگر صوبائی سرکاری محکمہ جات میں تعینات درجہ چہارم کے ملازمین کے لیے درجہ بڑھانے کی پالیسی وضع کر دی گئی ہے۔ جس کے باعث ان ملازمین میں شدید مایوسی اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ محکمہ بلدیات میں تعینات و رکرز کے لیے دیگر سرکاری محکمہ جات کے طرز پر درجہ بڑھانے کی پالیسی وضع کرنے کو لیتی بنائے۔

میڈم اسپیکر: محترمہ! آپ اسکی admissibility کی وضاحت کریں گے۔

محترمہ انتیا عرفان: thank you میڈم اسپیکر صاحبہ۔ آج ہم بات کر رہے ہیں لوکل گورنمنٹ کے کلاس فور کے ملازمین کی۔ یہ جس اسکیل میں بھرتی ہوتے ہیں۔ اُسی اسکیل میں یا تو انکی ریٹائرمنٹ ہو جاتی ہے یا فوت ہو جاتے ہیں۔ جبکہ وقت کے ساتھ ساتھ انکی آپ گریڈیشن ہونی چاہئے تھی مگر ایسا نہیں ہوا۔ آپ گریڈیشن کرنے سے ان ملازمین کے معاشی حالات میں بہتری آسکتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ اپنے بچوں کی ایک اچھے طریقے سے کفالت کر سکتے ہیں۔ اور ان کا معیار زندگی بھی بلند ہو سکتا ہے اور بہتری کی طرف جا سکتا ہے۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! انکی نام صرف آپ گریڈیشن کا مسئلہ ہے بلکہ انکے پاس کسی قسم کی کوئی ہیلتھ ایوسی ایشن بھی نہیں ہے اور نہ ہی کسی قسم کا انکو لا اؤنس ملتا ہے۔ پچھلے دونوں ہی ایسا ہوا کہ

میونپلی کا ایک ملازم، جس کا نام بوبی ہے، وہ on-duty ایک کار ریز میں کام کر رہا تھا، اور وہیں پر اُسکی موت واقع ہو گئی۔ اُسکے لیے کچھ بھی نہ کیا گیا۔ اگر کوئی ان کی ہیلتھ ایسوی ایش ہوتی یا کوئی اور طریقہ ہوتا تو آج اُسکی فیملی suffer نہ کر رہی ہوتی میڈم اسپیکر! میں صرف کہچن کیوں نہیں کر رہی کیونکہ کلاس فور میں ہندو برادری، اور ہمارے مسلم بھائی ملازمین بھی شامل ہیں۔ اس لیے میں ان تمام کیمیونپلیز کو سامنے رکھتے ہوئے یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ انکے لیے کوئی پالیسی ہونی چاہئے جس سے ان کو فائدہ ملے۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر: شکریہ۔ جی زیارت وال صاحب۔

وزیر تعلیم: شکریہ میڈم اسپیکر۔ جو قرارداد اس وقت ہاؤس کے سامنے ہے اور محترمہ لے آئی ہیں، اسمبلی کلاس فور کے ملازمین اور محکمہ بلدیات۔ محکمہ بلدیات کے کلاس فور کی ملازمین جس پوسٹ پر بھرتی ہوتے ہیں اور اُسی گریڈ میں ریٹائر ہو جاتے ہیں۔ تو وہ پورے سیکرٹریٹ کے لیے پورے اُسکے لیے پالیسی بن گئی ہیں۔ ان کو ہم دے رہے ہیں اور محکمہ بلدیات کی یا بلدیات کے اندر جو میونپل کمیٹیاں اور میونپل کار پوریشن اور میٹرو پولیٹن، تین ادارے ایسے ہیں کہ اُنکے ملازمین لوکل گورنمنٹ کے متحت ہوتے ہیں۔ تو ان کو بھی ہم دیکھ لیں گے۔ یہ سچ ہے کہ structure کی ضرورت ہو گئی اُسکے لیے خصوصاً کلاس فور کی۔ باقی structure پہلے سے موجود ہے۔ ان کی پر موشن کا structure اگر وہاں موجود نہیں ہے تو سیکرٹری لوکل گورنمنٹ بیٹھے ہیں وہ ان کو دیکھ لیں گے اور ان کی پر موشن اُسکے مطابق ہو جائیگی۔ thank you

میڈم اسپیکر: تو آپ اسے support کر رہے ہیں؟

وزیر تعلیم: بالکل support کر رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی۔ آیا قرارداد نمبر 117 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔

قواعدہ انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئے ذیلی قاعدہ 4 اور 5 ذیلی مجالس میں اضافہ۔ جناب عبدالجید اچکزئی صاحب! رکن صوبائی اسمبلی، قواعدہ انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی 1974ء کے قاعدہ نمبر 233 کے تحت قاعدہ نمبر 135 کے ذیلی قاعدہ 3 کے بعد نئی ذیلی قاعدہ 4 اور 5 ذیلی مجالس میں اضافے کی بابت مجوزہ ترمیمی مسودے کی ترمیم پیش کریں۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: میں صرف ایک لائن بولوں گا۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: نہیں، میں بولوں گا اس پر ہمارے کچھ تحریفات ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی بات کریں۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: میں نواب صاحب کی ذرا توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی ہمارے ساتھ کچھ وعدے ہوئے تھے اس کمیٹی کے حوالے سے۔ ہم لوگ جب بیٹھ کر جب بجٹ پیش ہو رہا تھا۔ بجٹ کا باہیکاٹ تھا۔ میں اب اس پر دو منٹ بات کروں گا پھر آپ پیش کریں۔

جناب عبدالجید خان اچنزی: اس میں ہے کیا، آپ نے یہ قرارداد پڑھی ہے؟

انجینئر زمرک خان اچنزی: نہیں، نہیں میں کمیٹی کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: مجید اچنزی صاحب! میں نے موقع دیا ہے آپ اس کمیٹی کے حوالے سے بات کریں گے یا تمام کمیٹیز کے بارے میں؟

انجینئر زمرک خان اچنزی: جی، جی۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جب ہمارے ساتھ۔ ہماری اپوزیشن کے ساتھ بات ہوئی تھی کمیٹیوں کی اور کمیٹی نہیں بنی۔ اور کمیٹی کی چیئرمین شپ کیلئے ہمارے ساتھ وعدہ بھی کیا گیا میں انکو وہ وعدہ بھی یاد دلاتا ہوں۔ یہاں زیارت وال صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس موقع سے ہم، یہی کمیٹی جب سب کمیٹی بنانا چاہتی ہو۔ اس حوالے سے میں یہی بات کروں گا کہ ہمارے اس پر عملدرآمد بھی نہیں ہوا۔ ہم نے بجٹ کے اجلاس کا باہیکاٹ بھی ختم کر دیا۔ اور ہمارے جو فنڈر تھے اسکے حوالے سے بھی ہمارے تحفظات ابھی تک ہیں۔ اور ان کمیٹیوں میں ہمارے ساتھ چار چیئرمین شپ کیلئے وعدے بھی کیئے گئے کہ آپکو دیئے جائیں گے۔ ہمارے 12 ممبرز تھے۔ ابھی جب میں انکو بات کرتا ہوں۔ ابھی آپ ان پر اگر توجہ دیں۔ تو یہ توجہ دے دیں کہ ہمارے ساتھ وہ وعدہ ابھی تک پورا نہیں کیا۔ اب وہی پُرانی کمیٹیاں ابھی تک ویسے ہی پڑی ہوئی ہیں آپ اس پر سب کمیٹی بناتے ہیں اور ان کمیٹیوں کے ہم حق میں نہیں ہیں اور ہم اس سے باہیکاٹ کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: زمرک خان صاحب! اسکی وضاحت آپ پہلے سن لیں۔ بیشک جو بھی آپ فیصلہ کریں۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: ہم تو اس لیے کہ اس سے پہلے بات کی کہ ہم۔۔۔۔۔

میڈم اسپیکر: نہیں یہ صرف ایک کمیٹی کی سب کمیٹی نہیں ہے۔ rule میں amendment کیلئے ہم کر رہے ہیں۔

انجینئر زمرک خان اچنزی: آپ rule کی بات کرتی ہیں، میں rule سے اختلاف نہیں رکھتا ہوں۔ ہم کمیٹی کے حوالے سے، کمیٹی کی بات چلی تو ہم اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کمیٹی کے بارے میں بات کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہمارے اپوزیشن لیڈر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سے بھی یہی درخواست ہے بلکہ ہمارا فیصلہ یہی ہے کہ ہم اس پر واک آؤٹ کریں گے۔ اور اس کمیٹی کا جو بھی ہو چاہے قانون کے مطابق آپ کر سکتے ہیں ہم تین چار ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں تو خود یہی چاہتا ہوں کہ ہم اس موقع پر واک آؤٹ کرتے ہیں اور اسکے حق میں ہم نہیں ہیں۔

میڈم اسپیکر: واک آوٹ تو نہ کریں۔ آپ ذرا اسکو دیکھ لیں کہ ہم کس طرح سے چلا رہے ہیں۔ زمرک خان صاحب! اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: نہیں میں ذرا explain کر دیتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: مجید صاحب! آپ ذرا آپ ایک منٹ انکو موقع دیں۔ point کوئی اور ہے وہ دوسری کمیٹیوں کی بھی بات کر رہے ہیں۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف): میڈم اسپیکر صاحب! میں سی ایم صاحب کی ایک تو یہ کرسی جب خالی ہوتی ہے تو سی ایم صاحب جب آسمبلی میں آ جاتے ہیں، یہ ہاؤس کیلئے آ جاتے ہیں۔ جب کرسی خالی ہو تو سارا دن منسٹروں گیرہ، میرے خیال میں یہ کرسی کہیں سے پھینک دیں یا ہاؤس کے اندر جب سی ایم آ جاتا ہے تو کیونکہ یہاں آسمبلی کی کارروائی ہوتی ہے۔ منسٹر تو وہاں دفتر میں بھی اُنکے ساتھ مل سکتا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی مولانا صاحب! آپ اپنا point بتائیں۔

قائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر صاحب! ہمارے genuine اور واضح تحفظات ہیں کیونکہ ہم اصل کمیٹیوں کے بارے اب تک ہم احتجاج پر ہیں۔ اور ہم نے سی ایم صاحب کی یقین دہانی پر اور اعتقاد پر کہ ہم نے ابھی تک اُنکی ممبر شپ سے کمیٹیوں کی ممبر شپ سے ہم نے استغفاری نہیں دیا ہے۔ فنڈر اور کمیٹیوں کے حوالے سے بھی، چیئرمین شپ کے حوالے سے بھی۔ لہذا اصل کمیٹیوں کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا ہے اور ہمارے اس احتجاج کو اب تک حکومت محسوس نہیں کر رہی ہے۔ نئی سب کمیٹیز بنا رہے ہیں۔ اُس کیلئے روز آر ہے ہیں ذیلی کمیٹیز بنا رہے ہیں۔ ہم اصل کمیٹیوں کے بارے میں ہمارے اب تک احتجاج اور تحفظات ہیں۔ لہذا اگر یہ قرارداد یا یہ پاس کر دیں گے تو ہم اسکو پاس ہونے دیں گے اور اگر نہ ہو تو ہم واک آوٹ کریں گے جب تک کمیٹیوں کے حوالے سے ہمارے تحفظات دُور نہ ہو جائیں۔ ہم سرے سے استغفاری، اگر یہ کریں گے تو ہم واک آوٹ بھی کریں گے اور انکو استغفاری بھی دیں گے۔

میڈم اسپیکر: مولانا صاحب! یہ rule میں ترا میم ہیں وہ بنانیں رہے ہیں۔ آپ اسکو سمجھنے کی کوشش کریں۔ مولانا صاحب! rule میں ترا میم اور کمیٹیاں بنانے کی بات نہیں کر رہے۔

قائد حزب اختلاف: آپ نے بھی بار بار ہمیں کہا ہے ”کہ استغفاری نہ دو“۔ ابھی تک ہم نے ممبر شپ سے استغفاری نہیں دیا ہے۔ اگر یہ سلسلہ بھی ہو گیا تو پھر ہم آج آپ کے کہنے پر، سی ایم صاحب کے کہنے پر ہم ابھی تک استغفاری، ہم استغفاری دیں گے۔ پھر آپ لوگ جانیں آپ کا کام۔ سب کمیٹیاں بنائیں گے، جو بھی بنائیں گے بنادیں۔

میڈم اسپیکر: سب کمیٹیوں میں ترا میم کی بات ہو رہی ہے۔ جی نواب صاحب۔

قايدايوان: ميدم اسپيکر! پلizer، مولانا صاحب! پلizer۔ مولانا صاحب! اس پر آپ کو کیا اعتراض ہے؟

سردار عبدالرحمن ھفڑان: نواب صاحب! ہماری گزارش یہ ہے کہ ہم ۔۔۔

قايدايوان: میں نے سُن لیا، ہم نے آپ لوگوں کیلئے کمیٹیاں رکھی ہوئی ہیں۔ ابھی اسمبلی کے اجلاس کے بعد آپ آئیں چیمبر میں بیٹھتے ہیں اور اس پر بات کرتے ہیں۔ میں آتا ہوں آپکے چیمبر میں چاۓ پینے۔ ہم آئیں گے پارلیمانی لیڈر صاحب! ٹھیک ہے؟

قايدا حزب اختلاف: میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی کا معاملہ ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے حکومت پر کہ اپوزیشن کو آپ لوگ کمیٹیوں کے حوالے سے بھی اعتماد میں نہیں لیتے ہیں۔

قايدايوان: یہ مقدس ایوان ہے اس لیتے۔

قايدا حزب اختلاف: چار سال گزر گئے۔ آپ لوگوں نے اپوزیشن کو مرے سے محسوس نہیں کیا۔

قايدايوان: نہیں، نہیں بالکل، میدم اسپيکر صاحب بیٹھی ہوئی ہیں وہ خود وہ کریں گے۔ انہوں نے بھی مجھ سے کہا ہے۔ میں نے اُن سے کہا ہے کہ ہم نے اپوزیشن کو کمیٹیاں دینی ہیں اور ہم دیں گے انکو۔

قايدا حزب اختلاف: تو اسیں یہ ترمیم یا وغیرہ، اسیں قانون سازی اُسوقت ہم نہیں مانتے ہیں جب تک ہمارا اور آپکا مسئلہ اسکوا حاجج۔۔۔ (مائلت - شور)

قايدايوان: پہلے انکی کمیٹیوں کا مسئلہ حل کرتے ہیں۔ مجید خان بحث کرنے لگ جاتے ہیں کیا کروں اسکو؟

جناب عبدالجید خان اچکزئی: نہیں نواب صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ سب کمیٹی 3 اسمبلیوں میں ہے۔ amendment ہوئی ہے۔ میں As a PAC Chariman اسپیکر کو نام recommend کر کے دوں گا کہ اس MPA's کو یہ یا

محکمہ دے دیں کہ اس پر کام کر لیں تو کام آسان ہو جائیگا۔

ميدم اسپيکر: ایسا نہیں ہے مجید صاحب!

قايدايوان: ایک منٹ۔ اس کو ابھی ہم کمیٹی کے حوالے کرتے ہیں میڈم!

ميدم اسپيکر: نواب صاحب! یہ ہے ہی ایسے۔ یہ دوسری بات ہے اور اپوزیشن دوسری بات کر رہی ہے۔ وہ یہ کہہ رہی ہے کہ پہلی کمیٹیوں کا فیصلہ ہو جائے۔ یہ تو ایک کیس ہے۔

قايدايوان: مولانا صاحب! چلیں صحیح ہے، ایک، defer کر دیتے ہیں۔ اچھا سنیں ناں میری بات۔

زمرک خان! آپ سنیں بیٹھیں۔ ابھی آپ نے ادھر آنا ہے بیٹھنا ہے کمیٹیوں کے مسئلے پر۔ اسکو ہم defer کرتے ہیں آپ

کی کمیٹیوں کے مسئلے پر بات کرتے ہیں۔ بلکہ آپکے چیمبر میں بیٹھتے ہیں۔ ٹھیک ہے مولانا صاحب؟

میڈم اسپیکر: ویسے اسکا تعلق اُس سے تھا نہیں۔ یہ ایک الگ procedur ہے۔ لیکن قائد ایوان صاحب نے۔۔۔ (داخلت۔شور) مجید صاحب! آپ پلیز بیٹھیں قائد ایوان صاحب کی یقین دہانی پر، ٹھیک ہے بالکل۔ ابھی آپ لوگ چیبیر میں ڈسکس کر لیجیے گا۔ اسکو next session تک کیلئے defer کیا جاتا ہے، ٹھیک ہے۔ جی point of order آغازیات صاحب۔

آغا سید یافت علی: شکریہ میڈم اسپیکر۔ میں چیف منٹر صاحب کی توجہ ایک خاص موضوع کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جب سردار مصطفیٰ خان صاحب کا صاحبزادہ انگو ہوا تھا چیف منٹر صاحب پشین تشریف لائے تھے، آئی جی اور چیف سیکرٹری بھی ساتھ تھے۔ تو ہم نے اُن سے کہا تھا کہ جی یہاں کچھ confusion ہے۔ پولیس لیویزا یہی میں چلی گئی ہے اور وہاں ایک دو تھانوں پر وہ قبضہ کر کے پڑھی ہوئی ہیں۔ لیویزا نے کہا کہ ہم strike کرتے ہیں۔ پھر ہم نے کہا کہ نہیں آپ یہ نہیں کریں۔ تو ہم نے چیف منٹر صاحب سے کہا۔ چیف منٹر صاحب نے اُسی وقت چیف سیکرٹری اور آئی جی سے کہا تھا کہ اس مسئلے کو حل کریں اور ان تھانوں کو خالی کرائیں۔ پھر یہاں اسمبلی میں آئے وزیر داخلہ صاحب نے کھڑے ہو کر کہا ”کہ میں کل آرڈر دیتا ہوں اور یہ کراتا ہوں“۔ پھر اس کے بعد چیف منٹر صاحب نے پھر ان سے کہا ”کہ یہ خالی کرائیں“۔ پچھلے دنوں آج سے تین چار دن پہلے ایک ہلاکس اچھڑا بھی لیویزا اور پولیس کے درمیان ملیزی چیک پوسٹ پر ہوا تھا۔

قائد ایوان: آپ ایسا کریں، آپ حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں اس پر لمبی بحث نہ کریں۔ ابھی ہوم سیکرٹری آیا ہوا ہے اُس سے بات کرتے ہیں۔

آغا سید یافت علی: ٹھیک ہے سراہمہ بنی جی۔

میڈم اسپیکر: جی عبدالسلام بلوج صاحب! آپ point of order پر بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ میں نے کہا آپ کو قرارداد کے بعد موقع دوں گی۔ اچھا نہیں۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 12 نومبر 2016ء بوقت سہ پہر 3 بجے تک متومن کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 7 بجکر 13 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

